1
ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
Siraj-ul-Haq Siddiqi
۳؍ جولائی ۱۹۵۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ چار آنے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نماز مسنون کا بیان

عن سعید بن حارث بن المعلی قال صلی لنا ابو سعید الخدری فجهر بالتکبیر حین رفع رأسه من السجود و حین سجد و حین رفع من الرکعتین و قال هکذا رأیت النبی صلی اللہ علیه وسلم ۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ ۔ سعید بن حارث بن المعلی کہتے ہیں کہ ابو سعید خدری نے ہم کو نماز پڑھائی اور جس وقت کہ سجدہ سے سر اٹھایا اور جس وقت کہ سجدہ کیا اور جس وقت کہ دو رکعت پڑھ کر اٹھے ۔ آپ نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور اس کے بعد کہا ۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے ۔

نماز کی تکبیروں کا بیان

عن علی بن الحسین مرسلا قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یکبر فی الصلوٰة کلما خفض و رفع فلم یزل تلک صلوٰته صلی اللہ علیه وسلم حتی لقی اللہ (رواہ مالک)

ترجمہ ۔ علی بن حسین مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں تکبیر کہتے جبکہ آپ جھکتے اور اٹھتے اور آپ ہمیشہ اسی طرح نماز پڑھتے رہے ۔ یہاں تک کہ آپ نے خداوند سے ملاقات کی ۔ یعنی وفات پائی ۔

تکبیر تحریمہ کا بیان

عن ابی حمید الساعدی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا قام الی الصلوٰة استقبل القبلة و رفع یدیه و قال اللہ اکبر (رواہ ابن ماجہ)

ابو حمید ساعدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کو کھڑے ہوتے تو قبلہ کی جانب متوجہ ہوتے ۔ دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے

نماز میں احتیاط

عن ابی هریرة قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الظهر و فی مؤخر الصفوف رجل فاساء الصلوٰة فلما سلم ناداه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا فلان الا تتقی اللہ الا تری کیف تصلی انکم ترون انه یخفی علی شیء مما تصنعون واللہ انی لاری من خلفی کما اری من بین یدی (رواہ احمد)

ترجمہ ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی آخری صف میں ایک شخص تھا جو بری طرح نماز پڑھتا تھا ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو آپ نے اس کو مخاطب کرکے فرمایا ۔ اے فلاں شخص کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا ۔ تو نہیں دیکھتا کہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے ۔ شاید تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ تم جو کچھ کرتے ہو ۔ وہ مجھ سے مخفی رہتا ہے ۔ خدا کی قسم ہے ۔ جس طرح آگے سے دیکھتا ہوں ۔ اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں ۔

تکبیر تحریمہ کا بیان

عن انس ان رجلا جاء فدخل الصف و قد حفزه النفس فقال اللہ اکبر الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صلوٰته قال ایکم المتکلم بالکلمات فارم القوم فقال ایکم المتکلم بالکلمات فارم القوم فقال ایکم المتکلم بها فانه لم یقل باسا فقال رجل جئت و قد حفزنی النفس فقلتها فقال لقد رأیت اثنی عشر ملکا یبتدرونها ایهم یرفعها (رواہ مسلم)

ترجمہ ۔ انسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور نماز کی صف میں شامل ہوا ۔ اس کا سانس چڑھا ہوا تھا (اسی حال) میں اس نے کہا ۔ اللہ اکبر ۔ الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ یعنی اللہ بہت بڑا ہے ۔ اللہ ہی کے لئے ہے تعریف بہت پاکیزہ برکت دی گئی ہے اس میں ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو فرمایا تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے ۔ لوگ خاموش رہے آپ نے پھر فرمایا تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے ۔ اس نے کوئی بری بات نہیں کی ۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا میں مسجد میں آیا اور میرا سانس چڑھا ہوا تھا اور میں نے یہ کلمات کہے ۔ حضورؐ نے فرمایا بتحقیق میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا جو ان کلموں کو لیجانے میں جلدی کر رہے تھے کہ کون ان میں سے ان کو پہلے لے جائے خدا کے سامنے

تکبیر تحریمہ کے بعد کی دعا

عن عائشة قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا افتتح الصلوٰة قال سبحانک اللهم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالی جدک و لا اله غیرک ۔ رواه الترمذی و ابو داؤد و رواه ابن ماجة عن ابی سعید و قال الترمذی هذا حدیث لا نعرفه الا من حارثة و قد تکلم فیه من قبل حفظه ۔

ترجمہ ۔ عائشہ رضؓ کہتی ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو کہتے سبحانک اللہم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جدک ولا الہ غیرک یعنی پاک ہے تو اے اللہ اور پاکی بیان کرتے ہیں ہم تیری ۔ تیری تعریف کے ساتھ اور بابرکت ہے تیرا نام اور بلند ہے بزرگی تیری اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں

نماز میں دو سکوتوں کا بیان

عن سمرة بن جندب انه حفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سکتتین سکتة اذا کبر و سکتة اذا فرغ من قراءة غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فصدقه ابی بن کعب (رواہ ابوداؤد وروی الترمذی وابن ماجہ والدارمی نحوہ)

ترجمہ ۔ سمرہ بن جندب کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکوت یاد رکھے ہیں ۔ ایک سکوت اس وقت کہ تکبیر تحریمہ کہتے ہیں اور دوسرا اس وقت جبکہ آپ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتے ۔ ابی بن کعب نے اس کی تصدیق کی ۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ر جولائی ۱۹۵۹ء | نمبر ۶

حکومت کا تازہ کارنامہ

پاکستان بننے کے بعد آہستہ آہستہ ہماری قوم قعرِ مذلت میں گرتی گئی۔ اور بے شمار برائیوں کا شکار ہوتی گئی۔ اگر ایک طرف تجارت پیشہ حضرات سمگلنگ بلیک مارکیٹ، ذخیرہ اندوزی ناجائز منافع خوری اور گراں فروشی میں مبتلا تھے تو دوسری طرف سرکاری ملازمین میں رشوت ستانی۔ اقربا نوازی اور نا اہلی وبا کی طرح پھیل گئی تھیں۔ تاجر پیشہ اور سرکاری ملازمین کی ان خرابیوں کا نتیجہ جرائم میں روز افزوں اضافہ کی شکل میں ظاہر ہو رہا تھا۔

اگر شدید گرمی کے بعد باران رحمت کا نزول۔ دکھ کے بعد سکھ اور بیماری کے بعد صحت قانون قدرت ہے تو پاکستان میں اخلاقی اور سماجی برائیوں کے بعد کسی انقلاب کا آنا بھی قانون قدرت تھا۔ چنانچہ ۷ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کی رات کو یہ انقلاب آیا اور ۸ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کی صبح کو صوبائی اور مرکزی اسمبلیاں اور وزارتیں توڑ دی گئیں۔ اس انقلاب کے چند روز بعد ملک میں موجودہ حکومت قائم کر دی گئی۔ جس نے سب سے پہلے تاجروں کی تطہیر کا کام شروع کیا۔ بڑے بڑے سمگلروں کو پا بجولاں کرکے ان کو عبرتناک سزائیں دی گئیں ان کی جائیدادیں بحق سرکار ضبط کر لی گئیں۔ بلیک مارکیٹ کرنے والوں کو کچلنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن تاجر پیشہ حضرات سخت جان ثابت ہوئے اور سختی کے باوجود عوام پر اسی طرح گرانی مسلط ہے۔ حکومت ان کے خلاف مہم میں اپنی ناکامی کا اعتراف کرے یا نہ کرے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ تاجروں کے مقابلہ میں ناکام ثابت ہوئی ہے۔

نئی حکومت کا دوسرا مقصد سرکاری ملازمین کی تطہیر تھا۔ اگرچہ ہماری رائے میں سرکاری ملازمین کی تطہیر کا کام تاجروں کی تطہیر سے بھی زیادہ مشکل تھا۔ لیکن حکومت نے اس میں خلاف توقع جس جرأت سے کام لیا ہے۔ اس پر وہ داد و تحسین کی مستحق ہے۔ کل پاکستان اور مرکزی حکومت کی درجہ اول کی سروسز سے تعلق رکھنے والے چوراسی افسروں کو ہنگامی چھان بین کی بنا پر ملازمت سے برطرف یا جبری طور پر ریٹائر کر دیا گیا ہے یا ان کے عہدے میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ ان کے خلاف یہ کارروائی رشوت ستانی۔ بد اعمالی۔ اقربا نوازی۔ خراب شہرت یا نا اہلی کی بنا پر کی گئی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ حکومت کا یہ جرأت مندانہ اقدام ملک میں دیانتداری اور اہلیت کے معیار کو بلند کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔

ہمیں اس امر کا اعتراف ہے کہ ہمارے صدر محترم اور ان کے رفقائے کار انسان ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بحیثیت انسان وہ سرکاری ملازمین کی تطہیر میں لغزش کر گئے ہوں۔ اور کسی بے گناہ کے خلاف نادانستہ کارروائی کر بیٹھے ہوں لیکن جن افسروں کے نام اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر اپنی بدکرداری کے باعث رسوائے عالم تھے۔ اس سے یہی نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے کہ حکومت نے یہ کام پوری احتیاط برتنے کے بعد سر انجام دیا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر نادانستہ غلطی ہو گئی ہو تو حکومت کے سربراہ عنداللہ بری الذمہ ہیں۔

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جن صوبائی یا مرکزی سرکاری ملازمین کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ بھی بیشمار ایسے ملازمین موجود ہیں۔ جو ان سے کسی طرح کم بدنام نہیں۔ وہ کسی نہ کسی وجہ سے تطہیر کی پہلی کوشش میں بچ گئے ہیں۔ ان کو نظر انداز کر دینے سے خطرہ ہے کہ سروسز میں وہ سب خرابیاں دوبارہ عود نہ کر آئیں۔ جن کو دور کرنے کے لئے ہماری نئی حکومت نے یہ تگ و دو کی ہے۔ ضرورت ہے کہ ان کے خلاف فوری کارروائی کی جائے تاکہ تطہیر کا منشاء پورا ہو سکے۔

آخر میں ہم حکومت کو اس کامیابی پر دوبارہ ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ وہ ہماری حکومت کو ملک و ملت کی صحیح معنوں میں بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

الجزائریوں پر فرانسیسیوں کے مظالم

یوں تو فرانسیسی فوج الجزائری حریت پسندوں پر کئی سال سے متواتر آگ برسا کر اپنی درندگی کا ثبوت پیش کر رہی تھی۔ لیکن تازہ ترین اطلاعات کے مطابق سات سو الجزائری قیدیوں پہ پانی بند کرکے فرانس نے انسانیت سوز مظالم کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں ادارۂ اقوام متحدہ اور مسلمان حکومتیں یہ سب کچھ دیکھ رہی ہیں اور خاموش ہیں۔ امریکہ برطانیہ اور روس سے یہ توقع رکھنا ہی بیجا ہے کہ وہ ان مسلمانوں سے اظہارِ ہمدردی کریں گے۔ افسوس ہے تو مسلمان حکومتوں پر۔ وہ اگر فرانس کے خلاف اعلان جنگ نہیں کر سکتیں تو نہ سہی۔ لیکن سفارتی اور تجارتی تعلقات منقطع کرکے اخلاقی دباؤ تو ڈال سکتی ہیں۔ ہم نے پہلے بھی کئی بار اپنی حکومت سے یہ مطالبہ کیا ہے۔ اب پھر یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ہماری حکومت نے اس معاملہ میں پہل کی تو دوسری مسلمان حکومتیں بھی خاموش نہ رہیں گی اور فرانس کو جلد گھٹنے ٹیکنے پڑینگے۔ عوام اور تجارتی اداروں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ فرانسیسی مال کا مکمل بائیکاٹ کریں

الجزائری حریت پسندوں کیلئے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکی غیبی امداد فرمائے اور انہیں جلد از جلد غلامی سے آزاد فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

محمد اویس جعفری بی اے علیگ

حمد

خدائے لم یزل تو خالقِ کون و مکاں تو ہے
الٰہی بحر و بر دشت و جبل پر حکمراں تو ہے

ترا اک حرف "کُن" وجہِ وجودِ دو جہاں یارب
بہر سو کار فرما از مکاں تا لامکاں تو ہے

تجھی سے کارگاہِ زیست میں ہے رنگ آمیزی
تو ہی منزل ہے میری رہبرِ منزل نشاں تو ہے

تجلی سے تری معمور ہے یہ گلشنِ ہستی
یہاں تو ہے وہاں تو ہے عیاں تو ہے نہاں تو ہے

ثناخواں ذرہ ذرہ ہے ترا تسبیح خواں ہر شے
زبانِ برگ و گل پر حمد تیری باغباں تو ہے

تو ہی قطرہ کو دیتا ہے گہر کی آبرو یارب
جو خاکِ پا کو دیتا ہے جمالِ کہکشاں تو ہے

سفینہ اُمّتِ مرسل کا طوفانوں کی زد پر ہے
خدا تو ناخدا تو پاسباں تو نگہباں تو ہے

مدد اے کاتبِ تقدیرِ انساں قادرِ امکاں
ہوں پھیلائے ہوئے دستِ دعا محسنِ جہاں تو ہے

اویس بندۂ عاصی تہی دست و تہی داماں
شفیعِ عاصیاں تو ہے غنی بیکراں تو ہے

عبدالغفور ریاض فورتھ سٹینڈرڈ

عشق

[illegible]

سرکارِ دو عالم

ہمارے لیئے وہ حق کا پیام لے کے آئے
ظلمت کے بادلوں سے وہ چاند سا آ نکلے
عرب سے نکل کر پھیلا دیا جہاں میں
شجاعت و بسالت سے کر دکھایا پورا
سر بہ سجدہ ! سُن کر کافر جسے ہوئے
آج تک نہ پایا نہ پائے گا کوئی
اللہ کے پیارے ! رسولِ خدا ہمارے

محفل میں مثل ساقی وہ جام لے کے آئے
چمکانے کو وہ اللہ کا نام لے کے آئے
دُنیا کے بُتکدوں میں اسلام لے کے آئے
سارے جہاں سے مشکل وہ کام لے کے آئے
دُنیا میں وہ خدا کا کلام لے کے آئے
کیسا جہاں میں نامِ دوام لے کے آئے
خُدا کا آخری وہ پیغام لے کے آئے

جاوید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸؍ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۶؍ جون ۱۹۵۹ء عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

مسلمانوں کو رضائے الٰہی کا تمغہ دلانے والی تعلیم کے دو حصے

پہلا۔ قرآن مجید کی تعلیم کو عملی جامہ پہنانا

دوسرا عملی جامہ پہنانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ اختیار کرنا

پہلے حصے۔ قرآن مجید کی تعلیم کو عملی جامہ پہنانے کے شواہد

پہلا

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱ پ ۸)

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتری ہے۔ اس کا اتباع کرو۔ اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کو چھوڑ کر اس کے مقابلے میں کسی دوسرے شخص کی تابعداری نہ کرو

عذاب الٰہی کی دھمکی

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸)

ترجمہ۔ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دی ہیں۔ جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا۔ یا ایسی حالت میں کہ دوپہر کو سونے والے تھے جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا۔ پھر ان کی یہی پکار تھی۔ کہنے لگے۔ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔

تذکیر بایام اللہ

برادران اسلام ان آیتوں میں حضرت مولانا الشاہ ولی اللہ الدہلوی کی اصطلاح میں تذکیر بایام اللہ ہے۔ تذکیر بایام اللہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پہلی تباہ شدہ قوموں کے حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو قرآن مجید میں سنائے جاتے ہیں۔ وہ حالات جن میں ان قوموں پر عذاب الٰہی کا ذکر ہو۔ تاکہ آپ کی امت ان واقعات سے عبرت حاصل کرے۔ مذکورۃ الصدر آیات میں مسلمانوں کو دھمکی دی گئی ہے کہ اگر قرآن مجید پر عمل نہیں کرو گے۔ تو تم پر بھی پہلی ہلاک ہونے والی قوموں کی طرح عذاب الٰہی کوئی بعید نہیں ہے۔

دوسرا

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

(سورۃ الزمر ع ۶ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ اگر تم نے قرآن مجید پر عمل نہ کیا تو تم پر عذاب الٰہی کے آنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اور وہ عذاب الٰہی تمہیں اطلاع دے کر تھوڑا ہی آئے گا۔ وہ تو فوراً تمہارے سر پر آ پہنچے گا اور تمہیں پتہ بھی لگنے نہیں پائے گا۔

تیسرا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُھُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ ع ۲۱ پ ۲)

ترجمہ۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں ہم تو اسکی پیروی کرینگے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں۔ اور نہ سیدھی راہ پائی ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ میں نے آسمان سے جو (قرآن مجید) نازل کیا ہے۔ اسی کو اپنی زندگی کا دستور العمل بناؤ۔

چوتھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اسی قرآن مجید کی تابعداری کرتے تھے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام ع ۵ پ ۷)

ترجمہ۔ کہدو۔ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ کہدو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں کیا تم غور نہیں کرتے۔

حاصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی پوزیشن واضح کرائی گئی ہے کہ میں خود بھی قرآن مجید کے احکام کی پابندی کرتا ہوں۔ اس سے یہ خیال نہ کر لینا کہ پھر مجھ میں اور تم میں فرق ہی کوئی نہیں رہا۔ بلکہ میری اور تمہاری مثال اندھے اور بینا کی سی ہے تم اندھے اور میں بینا ہوں۔

پانچواں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَـيْــــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (سورۃ الجاثیہ ع ۲۔ پ ۲۵)۔

ترجمہ۔ اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت دی تھی اور ہم نے پاکیزہ چیزوں سے روزی دی۔ اور ہم نے انہیں جہان والوں پر بزرگی دی اور انہیں دین کے کھلے کھلے احکام بھی دیئے۔ پھر انہوں نے اختلاف کیا تو علم آنے کے بعد صرف آپس کی ضد سے۔ بیشک آپ کا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا۔ جس چیز میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک طریقہ پر مقرر کر دیا (یعنی قرآن مجید عطا فرمایا) پس آپ اسی کی پیروی کیجیے اور انکی خواہشوں کی پیروی نہ کیجیے جو علم نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ اللہ کے سامنے آپ کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور بیشک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور اللہ ہی پرہیزگاروں کا دوست ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آپ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو آسمان سے کتاب نازل کر کے دی تھی۔ اس کے ساتھ حکومت اور نبوت بھی انہیں کے گھرانے میں تھی اور دنیاوی ضرورتیں پوری کرنے کے لیئے انہیں عمدہ اور پاکیزہ چیزیں عطا فرمائی تھیں۔ ان انعامات علمی اور ظاہری کے باوجود وہ آپس کی ضدوں کے باعث ٹکڑے ٹکڑے اور مختلف پارٹیاں ہو گئے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ کے ہر دور میں انبیاء علیہم السلام کا اتباع ضروری رہا ہے

اس کے متعدد شواہد

پہلا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ڛ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْــــًٔا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ قَدْ جَاۗءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ (سورہ مریم ع ۳۔ پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر کر بیشک وہ سچا نبی تھا۔ جب اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو کیوں پوجتا ہے ایسے کو جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے۔ اور نہ تیرے کچھ کام آسکے اے میرے باپ بیشک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے جو تمہیں حاصل نہیں۔ تو آپ میری "تابعداری کریں۔ میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔

اس سے معلوم ہوا

کہ ہر دور میں پیغمبر کی رہبری کے سوا دنیا میں لوگوں نے خود بخود کبھی سیدھا راستہ نہیں پایا۔ اگرچہ پیغمبر وقت خود راہ نمائی اللہ تعالےٰ سے حاصل کرتا تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی پر عمل کر کے دکھانے والا خود پیغمبر ہی ہوتا تھا۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کا اتباع ہر دور میں خدا پرستوں کے لئے ضروری رہا ہے۔

دوسرا

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ (سورۃ طٰہٰ ع ۵۔ پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور انہیں ہارونؑ نے اس سے پہلے کہہ دیا تھا۔ اے میری قوم اس سے تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور بیشک تمہارا رب رحمٰن ہے۔ سو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو۔ کہا ہم برابر اسی پہ جمے بیٹھے رہیں گے۔ یہاں تک کہ موسےٰ ہمارے پاس لوٹ کر آئے۔ (موسےٰ علیہ السلام نے) کہا۔ اے ہارون تمہیں کس چیز نے روکا۔ جب تم نے دیکھا تھا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں کہ تو میرے پیچھے نہ آیا۔ کیا پھر تو نے بھی میری حکم عدولی کی۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنی قوم کو قانونِ الٰہی کے مطابق اپنی تابعداری کی دعوت ضرور دی۔ مگر بنی اسرائیل قوم کی بدنصیبی کہ پیغمبر خدا کی تابعداری نہ کی اور آئندہ آنے والی مصیبتیں خود اپنے لئے خرید لیں۔ اگر ہارون علیہ السلام کی تابعداری کرتے تو ان آئندہ آنے والی مصیبتوں سے یقیناً بچ جاتے۔

اب بھی یہی قانون ہے

جو لوگ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ وہ دنیوی اور اخروی گرفتوں سے بچ جائیں گے۔ ورنہ سنت نبوی کی مخالفت کرنے والوں کی دنیا اور آخرت دونوں ہی برباد ہونگی۔ وما علینا الا البلاغ

تیسرا

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ (سورۃ یٰسٓ ع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ اور ان کے واسطے ایک مثال اس گاؤں کے لوگوں کی بیان کر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ اپنے مخالفین کو جو آپ کی تابعداری نہیں کرتا

چاہتے ایک گاؤں کا قصہ بیان فرما دیئے

حاشیہ شیخ الاسلام

یہ گاؤں اکثر کے نزدیک شہر انطاکیہ ہے اور بائبل کتاب اعمال کے آٹھویں اور گیارھویں باب میں ایک قصہ اسی قصہ کے مشابہ کچھ تفاوت کے ساتھ شہر انطاکیہ کا بیان ہوا ہے۔ لیکن ابن کثیر نے تاریخی حیثیت سے اور سیاق قرآن کے لحاظ سے اس پر کچھ اعتراضات کئے ہیں۔ اگر وہ صحیح ہوں تو کوئی بستی ماننی پڑے گی۔ واللہ اعلم۔ اس قصہ کا ذکر مومنین کے لئے بشارت اور مکذبین کے لئے عبرت ہے۔

إِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝

(سورۃ یٰسٓ رکوع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ جب اس بستی میں بھیجے ہوئے آئے

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور ان کے ناموں کی صحیح تعیین نہیں ہو سکتی اور نہ یقینی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ بلا واسطہ اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے تھے یا کسی پیغمبر کے واسطہ سے حکم ہوا تھا کہ اس کے نائب ہو کر فلاں بستی کی طرف جاؤ۔ دونوں احتمال ہیں گو متبادر یہ ہی ہے کہ پیغمبر ہوں۔ شاید حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے مبعوث ہوئے ہوں گے۔

إِذْ أَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا إِنَّآ إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ جب ہم نے ان کی طرف دو بھیجے۔ تو ان کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے (انہیں) تیسرے سے قوت دی (تاکہ تینوں مل کر مبلغین کی ایک جماعت بن جائے) تب انہوں نے کہا ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں (یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ ان لوگوں نے مبلغین کو یہ جواب دیا)

قَالُوْا مَآ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ أَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ انہوں نے کہا تم تو وہی انسان ہو جیسے ہم ہیں اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا۔ تم سب جھوٹ کہتے ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلام۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یعنی تم میں کوئی سرخاب کا پر نہیں جو اللہ تمہیں بھیجتا۔ ہم سے کس بات میں تم بڑھ کر تھے۔ بس رہنے دو۔ خواہ مخواہ خدا کا نام نہ لو۔ اس نے کچھ نہیں اتارا۔ تینوں سازش کر کے ایک جھوٹ بنا لائے اسے خدا کی طرف نسبت کر دیا۔

انبیاء علیہم السلام کا کمال

گذشتہ سطور میں یہ چیز آ چکی ہے۔ کہ اس چیز کی تعیین نہیں ہو سکتی۔ کہ یہ تینوں حضرات خود پیغمبر خدا تھے۔ یا کسی پیغمبر کی طرف سے نمائندے بنا کر بھیجے گئے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال البتہ یہ چیز عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے وجود مسعود کے اندر وہ وہ خوبیاں اور کمالات رکھے ہوئے ہوتے تھے۔ جن کی نظیر دنیا میں کہیں بھی مل نہیں سکتی۔ ان کی فہرست مندرجہ ذیل الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ دیانت۔ امانت۔ شرافت۔ حیا۔ خوف خدا۔ شفقت علی الخلق وغیرہ وغیرہ۔ ان کمالات میں وہ حضرات اتنے بلند پایہ ہوتے تھے کہ ان کی نظیر نہیں پائی جاتی تھی۔

مگر

انبیاء علیہم السلام کے ان متعلقہ صفات طیبہ کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے ان خوبیوں کے سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہو۔ ورنہ عام طور پر انسان نہیں سمجھتے۔ اس قسم کے حضرات امت محمدیہ میں اللہ تعالےٰ نے موجود دور میں بھی پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح مجھے تو یقین ہے کہ ایسے حضرات گزشتہ صدیوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ پیدا کئے ہونگے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس دور کے بعد آئندہ آنے والے دوروں میں بھی اس قسم کے آدمی اللہ تعالیٰ ضرور پیدا کرتا رہے گا انہیں حضرات کی برکت سے تو ہر دور کے مسلمان کھرے اور کھوٹے کو پہچانتے آئے ہیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

تصدیق کرنے والے کا انجام

ان اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مبلغین کی تصدیق کرنے والے بندہ کا انجام یہ ہوا۔

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ (سورۃ یٰس ع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ اسے کہا گیا۔ بہشت میں داخل ہو جا۔

کس چیز کی برکت

اس بندہ خدا کو بہشت کا داخلہ نصیب ہو گیا۔ یہ کس چیز کی برکت سے ہوا۔ وہ حضرات جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اصلاح خلق اللہ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ ان پر یہ شخص ایمان لایا تھا اور اسی قوم کے باقی افراد عذاب الٰہی سے ہلاک ہو گئے۔

یہی مقصد تھا

سورہ یٰس کے اس قصے کے بیان کرنے کا یہی مقصد تھا کہ موجودہ دور کے مسلمانوں کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تم نبی آخر الزمان سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر دل سے مہر تصدیق لگا کر آپ پر ایمان لاؤ گے اور تعمیل احکام الٰہی میں حضور انور کی ذات اقدس کو اپنے لئے نمونہ بنا کر آپ کے نقش قدم پر چلو گے تو مذکور الصدر شخص کی طرح جنت کے داخلہ کا ٹکٹ تمہیں بھی مل جائے گا۔

ورنہ تم بھی

اس شخص کی قوم کی طرح راندۂ درگاہ الٰہی ہو کر دوزخ کا ایندھن بنو گے۔ وما علینا الا البلاغ

تباہی کی صورت

اس قوم کے اس ایک مومن کے مرنے کے بعد اس بد نصیب قوم کی تباہی کی صورت یہ ہوئی۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح کی قلم نے جو تصویر کھینچی ہے۔ وہ یہ ہے "یعنی اس کے بعد دیکھو اس قوم کے ایک ہی مرد مومن کے مرنے کے بعد اس کی قوم کفر و ظلم اور تکذیب مرسلین کی پاداش میں ہلاک کی گئی اور اس اہلاک کے لئے کوئی مزید اہتمام کرنا نہیں پڑا۔ کہ آسمان سے فرشتوں کی فوج بھیجی جاتی۔ نہ حق تعالےٰ کی عادت ہے کہ قوموں کی ہلاکت کے لئے بڑی بڑی فوجیں بھیجا کریں۔ (یوں کسی خاص موقعہ پر کسی خاص مصلحت کی وجہ سے فرشتوں کا لشکر بھیج دیں۔ وہ دوسری بات ہے) وہاں تو بڑے بڑے سرکشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایک ڈانٹ کافی ہے۔ چنانچہ اس قوم کا حال

بھی یہ ہی ہوا کہ فرشتوں نے ایک چیخ ماری اور سب کے سب اسی دم بجھ کر رہ گئے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا اُن کی تابعداری کا اعلان

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

(سورہ آل عمران رکوع ۵ پ ۳)

ترجمہ۔ جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل کا کفر معلوم کیا۔ کہا اللہ کی راہ میں میرا کون مددگار ہے۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کی دین کی مدد کرنے والے ہیں۔ ہم اللہ پر یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہونے والے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم اس چیز پر ایمان لائے جو تونے نازل کی۔ اور ہم رسول کے تابعدار ہوئے۔

حاصل

یہ نکلا کہ تیری طرف سے نازل شدہ احکام کو دل سے مانتے ہیں اور ان احکام پر عمل کرنے میں حضرت عیسیٰ ؑ کو تیرا نمائندہ سمجھ کر اس کی ہدایت کے مطابق عمل کریں گے۔

یہی تو ثابت کرنا تھا

اس واقعہ کا ذکر کرنے سے یہی تو ثابت کرنا تھا کہ ہمیں قرآن شریف کے تمام احکام پر دل سے ایمان لانا ضروری ہے۔ اور قرآن مجید پر عمل کرنے کیلئے ہمارا فرض عین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو پیش نظر رکھیں اور ہر حکم الٰہی پر عمل کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں

یقیناً گمراہ ہے

جو شخص یہ کہے کہ میں قرآن مجید پر عمل تو کروں گا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر عمل کرنے کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ وہ شخص یقیناً گمراہ ہے۔ اور ایسا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں۔ بلکہ مخالف سمجھا جائے گا۔

ایسے بدنصیبوں کے متعلق اعلان ملاحظہ ہو

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝

(سورۃ النسا (ع ۱۷ پ ۵)

ترجمہ۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے۔ اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

توبہ کریں

جو بدقسمت لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔ وہ اپنا انجام اس آیت میں دیکھ کر توبہ کریں۔

یہ غلط خیال دل سے نکال دیں

منکر حدیث یہ غلط خیال دل سے نکال دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث محفوظ نہیں رہیں۔ بفضلہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جتنے مستند محدث ہیں۔ جو کہ اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ دنیا میں ہزاروں کی تعداد میں مل سکتے ہیں۔ ہر ایک ان میں سے اس بات کا ذمہ اٹھا سکتا ہے کہ جن احادیث کو ہم صحیح مانتے ہیں انہیں یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج کے دور تک ثابت شدہ اور محقق مانتے ہیں۔

حدیث صحیح اور ضعیف کا مطلب

بھی سمجھ لیجئے۔ محدثین حضرات بعض احادیث نبویہ کو صحیح اور بعض کو ضعیف کہتے ہیں۔ اس اصطلاح کا مطلب یہ ہے کہ جس حدیث شریف کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہونے کا یقین ہو جائے وہ صحیح ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جانے والی حدیثیں سب صحیح ہیں اور سنئے جس حدیث کو محقق محدث ضعیف کہے گا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس حدیث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہونے میں پورا یقین نہیں ہے

مثلاً اسناد حدیث میں ایک شخص کمزور حافظے والا آ گیا۔ جس کا حافظ کمزور ہے کہ اسے بات یاد ہی نہیں رہتی۔ لہٰذا جس حدیث کے اسناد میں ایسا راوی آ گیا۔ وہ ضعیف ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ خطرہ ہے کہ شاید حدیث کا کوئی لفظ حافظے کی کمزوری کے باعث کم و بیش ہو گیا ہو

لہٰذا

یہ چیز ثابت ہو گئی کہ جن احادیث کو محدثین حضرات صحیح کہتے ہیں۔ وہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ثابت شدہ ہیں۔ ایسی حدیثوں کو نہ ماننے والے کے لئے (یشاقق الرسول) (جو شخص رسول کی مخالفت کرے) کا فرد جرم لگ جائے گا اور اس فرد جرم کی سزا دوزخ ہے۔ لہٰذا منکرین اپنے مسلک پر نظر ثانی کریں

ایسا ہرگز خیال نہ کریں

کہ انکار حدیث کرنے سے بوجھ ہلکا ہو گیا۔ کہ بجائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ شرح قرآن پر عمل کریں۔ اب بوجھ ہلکا ہو گیا۔ اب فقط قابل عمل فقط قرآن مجید رہا۔ ایسا ہرگز خیال نہ کریں۔ بوجھ ہلکا نہیں ہوا۔ بلکہ اس انکار سے انہیں ٹھیک جہنم میں پہنچنے کا قرآن مجید نے اعلان کر دیا۔

اعلان ملاحظہ ہو

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (سورۃ نساء رکوع ۱۷ پ ۵)۔ ترجمہ۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔ وما علینا الا البلاغ

رضا الٰہی کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے ایک تتمہ

پہلے تو یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ رضا الٰہی کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے قرآن مجید کو عملی جامہ پہنانا اور عملی جامہ

پہنانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اب ان شرطوں کے علاوہ ایک تتمہ قرآن مجید سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ ہو۔

تتمہ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (سورۃ التوبہ ع ۱۳ پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

رضا الٰہی ایک اور شرط سے مشروط

ہو گئی۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام مہاجرین ہوں یا انصار تمام نیک اعمال ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلنا ہر مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے۔

دُعا

اللهم اجعلنا من الذين اتبعوهم باحسان و ارض عنا وعن جميع المسلمين وادخلنا الجنة التى تجرى من تحتها الانهر۔ امين یا اله العالمين ۝

رخصت ہُوا

ڈوبنا سورج کا گویا باعثِ ظلمت ہُوا
دہر کی گردش میں دیکھا دُکھ ہوا راحت ہُوا

یہ صدائے حق تو صادق سُن رہا ہے بار بار
ختم جب غیرت ہوئی ایمان بھی رخصت ہُوا

(صادق آسی روہتری)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۷ر ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۵ر جون ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْدُ۔ آج کا عنوان ہے

پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے بعد انسان کی صحتِ رُوحانی مرتے دم تک خطرہ میں رہتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دو قسم کی تعلیم دی ہے ۱۔ تعلیم ۔ ۲۔ تزکیہ نفس۔ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ الآیہ (سورۃ الجمعہ ع ۱ پ ۲۸) (ترجمہ۔ اور انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب سکھاتا ہے)

تعلیم ظاہر کی ہوتی ہے اور تزکیہ باطن کا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔ اب علمائے کرام تعلیم کتاب دیتے ہیں۔ میرا صبح کا درس تعلیم کتاب میں ہی آتا ہے۔ تزکیہ نفس بہت کم ہوتا ہے۔ تزکیہ نفس کرنے والے نایاب نہیں۔ کم یاب ہیں۔ ان کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ امراض روحانی سے شفایاب نہ ہو۔ تو انسان مقبول بارگاہ الٰہی ہو ہی نہیں سکتا ایک روحانی بیماری ریا ہے۔ اس کے متعلق رسول اللہ کا ارشاد ہے۔ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ (رواہ احمد)۔ (باب الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ)۔

ترجمہ (محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے۔ فرمایا ریا)

کام نیکی کا کیا جائے اور دکھلاوا لوگوں کا پیش نظر ہو۔ یہ ریاء ہے۔ رضائے الٰہی مطلوب۔ محبوب اور مقصود ہو جائے یہ بہت مشکل ہے۔ سندھی میں ایک ضرب المثل ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اندھی پیستی گئی اور کتیا چاٹتی گئی۔ اگر تربیت یافتہ نہ ہو تو انسان نیکیوں کے انبار لگاتا جاتا ہے۔ مگر شیطان ریا سے سب کو برباد کرتا جاتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ریا کو سب سے بڑا خطرہ فرما رہے ہیں۔ گویا کہ اس سے آگے اور کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جب تک کسی با خدا کی صحبت میں مدت مدیدہ رہ کر انسان اپنی تربیت نہ کرائے۔ شیطان ریا سے نہیں بچنے دیگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ میں اس دن چندہ دیتے ہیں۔ جس دن مجمع زیادہ ہو۔ مثلاً اتوار چندوں کا اعلان ہوتا جاتا ہے۔ تالیاں بجتی رہتی ہیں اور میاں صاحب دل میں بڑے خوش ہیں کہ ہم نے بڑا نیکی کا کام کیا میاں صاحب کی طرف سے ۵۰۰ روپیہ بیگم صاحبہ کی طرف سے ۱۰۰ روپیہ ۔ بڑے صاحبزادہ کی طرف سے ۱۰۰ روپیہ بڑی بہو کی طرف سے ۱۰۰ روپیہ۔ چھوٹے صاحبزادہ کی طرف سے ۱۰۰ روپیہ ۔ چھوٹی بہو کی طرف سے ۱۰۰ روپیہ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایں خانہ ہمہ نور است۔ میاں صاحب ہزار روپیہ بھی دے آئے اور اللہ تعالیٰ کو بھی ناراض کر آئے۔

اللہ تعالےٰ کے جن نیک بندوں کی صحبت میں امراض روحانی سے شفا ہوتی ہے ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَّ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ إِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ الحديث (رواهما احمد والبیهقی فی شعب الایمان (باب حفظ اللسان والغیبة والشتم۔ الفصل الثالث) ترجمہ:۔ (عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماءؓ بنت یزیدؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے وہ ہیں۔ جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آئے۔)

چودھویں صدی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے اللہ کے بندے موجود ہیں۔ جن کی صحبت میں دل دُنیا سے اچاٹ ہو کر متوجہ الی اللہ ہوتا نظر آتا ہے۔ اس کو چودہ سو سال پیچھے لے جایئے۔ رسول اللہ کی صحبت میں کتنا اثر ہوتا ہوگا۔ آپ کے حضور میں تزکیہ وھبًا ہوتا تھا۔ لیکن اب کسبًا حاصل کرنا پڑتا ہے۔ جو لوگ تصوف کو بدعت کہتے ہیں وہ بے سمجھ ہیں۔ قرآن مجید سمجھنے کے لئے صحابہ کرامؓ کو نہ صرف۔ نہ نحو اور نہ علم ادب کی ضرورت تھی لیکن ہمارے لئے یہ تینوں علوم ضروری ہیں۔ ان کے بغیر ہم قرآن مجید سمجھ ہی نہیں سکتے تو کیا یہ علوم پڑھنا بدعت ہے؟ ہرگز نہیں۔ پچھلے سال جب میں عمرہ کے لئے گیا تو راستہ میں داہران ٹھہرنا پڑا۔ وہاں جس مسجد میں میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ اس کا امام حنبلی مذہب کا تھا۔ وہ ہر چیز کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہ ہو۔ بدعت سمجھتا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر ایک شخص روزانہ ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں تو کیا آپ اس کو بدعت کہیں گے۔ وہ کہنے لگا نہیں۔ پھر میں نے اسے سمجھایا کہ بدعت کے معنی ہیں کہ دین کے رنگ میں کوئی نئی چیز ایجاد کرنا اور اس کو ساری امت پر لازم قرار دینا اور نہ کرنے والے پر طعن کرنا۔ وہ مان گیا کہ میرا علم ناقص ہے

میں نے ایسی شکلیں دیکھی ہیں۔ جن پر صحبت کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ حضرت امروٹی رح کا ایک خادم تھا۔ جس کا نام حاجی اللہ ورایا تھا۔ وہ جاہل مطلق تھا۔ اس کا کام تھا مہمانوں کے لئے لنگر سے کھانا لا کر دینا اور خالی برتن لنگر میں پہنچا دینا۔ میرے سامنے ایک شخص نے حضرتؒ سے شکایت کی کہ دار الحفاظ کے بچے کچی کھجوریں توڑ کر کھاتے ہیں حضرتؒ کا مزاج جلالی تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ ورایا ان بدمعاشوں کو پکڑ کر لاؤ تو میں ان کو سزا دوں۔ حاجی اللہ ورایا جھٹ کہتا ہے۔ کہ حضرت سب سے بڑا بدمعاش تو میں ہوں۔ اس نے حضرت رح کی طبیعت کا رخ پھیر دیا اور آپ خاموش ہوگئے

اولیائے کرام کے چار طریقے ہیں۔ چشتی۔ قادری۔ نقشبندی اور سہروردی۔ اور بھی ہیں۔ لیکن مشہور یہی چار ہیں۔ ہر ایک طریقہ کا نصاب تعلیم علیحدہ علیحدہ ہے۔ جو شخص تزکیہ نفس کسبًا حاصل کرنا چاہے اس کے لئے اس نصاب تعلیم پر عمل کرنا ضروری ہے جو تزکیہ نفس نہیں کرانا چاہتے ان کو کون مجبور کرتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص مادرزاد ولی ہے تو اس کو تزکیہ نفس کی ضرورت ہی نہیں۔ تزکیہ نفس کے بغیر شیطان کے وار سے بچنا مشکل ہے اگر تزکیہ نفس ہو جائے تو شیطان کے وار کا پتہ چلتا ہے اور اس کو اخلاص کی ڈھال پر روکنا پڑتا ہے۔ پہلے جب تلوار کی لڑائی تھی تو سپاہی ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں ڈھال رکھتا تھا۔ تلوار سے دشمن پر وار کرتا تھا اور ڈھال سے اس کے وار کو روکتا تھا۔ اسی طرح تربیت یافتہ انسان شیطان کے وار کو اخلاص کی ڈھال پر روکتا ہے۔ شیطان مجھ پر تقریر کے دوران حملے کرتا ہے۔ قاری پر بھی حملہ کرتا ہے۔ وہ قرآن مجید پڑھتا جائے گا اور یہ آگ لگاتا جائے گا۔ قاری صاحب خوش ہو رہے ہوں گے کہ آج لوگوں کو بہت لطف آ رہا ہوگا۔

لحد قبر میں داخل ہونے سے پہلے ایمان اور اسلام ہر وقت خطرہ میں رہتے ہیں۔ اللہ والوں نے ایمان اور اسلام کی حفاظت کے لئے طریقے بتلائے ہیں۔ اسی لئے تو میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک کے ذروں میں جو موتی ملتے ہیں۔ وہ بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ یہ موتی قبر اور حشر میں ساتھ جائیں گے۔ ان موتیوں کی برکت سے جہنم سے بچا کر جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔ اللہ والے وہ ہیں جو کتاب و سنت سے باہر نہ جائیں ؎

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

آپ کو یاد ہوگا کہ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ اگر ایک شخص صوفی کہلائے لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے۔ لیکن اگر اس کا مسلک کتاب و سنت کے خلاف ہے تو اس کی بیعت کرنی حرام ہے۔ اگر ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے۔ ورنہ وہ خود بھی جہنم میں جائے گا۔ اور تمہیں بھی ساتھ لے جائے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ جو شخص ہمیں دروازۂ محمدی سے گذار کر دربار الٰہی میں لے جائے وہ ہمارا امام ہو سکتا ہے

ہمیں اپنے ایمان اور اسلام کو شیطان کی زد سے بچانے کے لئے ہر وقت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ عوام تو بجائے خود رہے۔ پایہ تکمیل تک پہنچنے والوں کو بھی ہر وقت خطرہ دامنگیر رہتا ہے۔ حضرت امروٹی رح ایک بار حج کے لئے جا رہے تھے۔ اسی جہاز میں پنجاب کے ایک پیر صاحب بھی جا رہے تھے ان پیر صاحب کا ایک خادم بھی ہمراہ تھا۔ خدا کی قدرت اس خادم کا جہاز میں انتقال ہو گیا۔ اور مرتے وقت اس کا ایمان سلب ہو گیا۔ دونوں بزرگ حیران تھے کہ خدا جانے کہ کس گناہ کی شامت پڑی۔ جب تک انسان لحد قبر میں نہ پہنچ جائے یہ ہر وقت خطرہ میں رہتا ہے۔ باطن کی تکمیل کے بعد بھی خطرہ لگا رہتا ہے۔ میرے دونوں مربیوں نے مجھے مجاز بنایا ہوا ہے۔ میرے دادا پیر ایک تھے اور میرے پیر دوسرے اس کے کچھ اسباب تھے۔ دونوں کی طرف سے میرے کاسۂ گدائی میں کچھ نہ کچھ پڑتا رہتا تھا۔ دونوں کی طرف سے مجاز ہونے کے باوجود مجھے بھی ہر وقت اپنے ایمان کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ میرے دونوں مربی جب تک زندہ رہے۔ میں ان کے دروازہ کی کوچہ نوردی کرتا ہی رہا۔ آخری بار جب میں حضرت امروٹی رح کے حضور میں حاضر ہوا۔ میرے آنے کے پندرہ دن بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ جب میں واپس آنے لگا۔ ٹانگا بھی آ گیا اور کھانا بھی آ گیا۔ میں نے جلدی جلدی تھوڑا سا کھانا کھا لیا۔ کیونکہ میں حضرتؒ کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا تھا

از جمیل احمد تھانوی مفتی
جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

عظمتِ حدیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا

پس از حمدِ خدا نعتِ نبی ہے عرض پیرائی   خدا کے فضل سے ہم تک حدیثِ مصطفےٰ آئی
خدا کے بعد رتبہ جس نبیِ پاک نے پایا   کلام اللہ کے بعد اسکی باتوں نے جگہ پائی
وہ امی ہو کے بھی تاحشر عالم کے معلم ہیں   حدیثیں اس لدنی علم کی ہیں جلوہ فرمائی
خدا کے نور نے بخشا جب انکے نور کو جلوہ   تو ہر نقطہ حدیثوں کا ہے سرِ نور افزائی
جو دل لبریزِ عشق و مہبطِ وحیِ الٰہی ہے   احادیثِ نبی ہیں اس کے انفاسِ مسیحائی
جو سینہ چاک ہو کر تین بار انوار سے پر تھا   انہی انوار نے شکلِ حدیثِ مصطفیٰ پائی
وہ قربِ قابِ قوسین اور او ادنیٰ کی منزل تک   جھلک اسکی حدیثوں کی ہی صورت میں نظر آئی
سرِ عرش بریں راز و نیازِ عشق کے جلوے   حدیثِ پاک ہے اک پرتوِ کیفِ تجلائی
سخن اولادِ دل اور مظہرِ کیفیتِ دل ہے   ادب اے دل حدیثیں ہیں وہ کیفیاتِ اخفائی
پیمبر کا کلام آخر کلاموں کا پیمبر ہے   تو ختم الانبیاء کی بات بھی ختم الحدیث آئی
میسر گو نہیں دیدار اب محبوبِ مولیٰ کا   مگر گفتارِ شیریں ہے حدیثوں نے ہی سنوائی
دلِ مہجور کو تسکیں انہی سے رات دن ہوگی   کہ پنہاں گفتگو میں سب اداؤں کی ہے رعنائی
احادیثِ رسول اللہ کو مشکوک مت سمجھو   یہ ہے اک مستند گنجینۂ اسرارِ مولائی
ذرا سنبھلو، ذرا سوچو، ذرا سا غور تو کر لو   نہ لو جلدی ہیں شک و شبہات سے کچھ کام بھائی
تخیل کی ہے یہ پرواز یا ہے لاشعوری میں   ہوائے نفس و شیطاں کے پروں پر جادہ پیمائی

خدا قرآن کو کہتا ہے تبیاناً لکل شیٍٔ   تو کیسے ہوگی اس گہرے بیاں کی جلوہ آرائی
کتابِ مختصر ادیانِ عالم کا ہے مجموعہ   کہ نقطہ نقطہ رکھتا ہے بیاں شانِ مسیحائی
اشارات و کنایاتِ خدا کو کون سمجھے گا؟   خدا کا مصطفےٰ یا آجکل یورپ کے سودائی
لب و لہجہ سے بھی جب بات کچھ سے کچھ ہے بنجاتی   تو جس نے خود سنی سمجھی اسی نے ٹھیک سمجھائی
رموزِ عاشقی کو دوسرا پا ہی نہیں سکتا   رسائی غیر نے ہرگز حقیقت تک نہیں پائی
ذرا سوچو کہ قانونِ خدا کی کون ہے تشریح   نبی کا قول یا خود رائیوں کی خواہش آرائی
اگر قانون کی تشریح ہائیکورٹ دے دیگا   تو کیا پھر دوسری تشریح کی بھی ہوگی شنوائی

خدا کہتا ہے قرآں کا بیاں کرنا ہمیں پر ہے[1]   نبی کی شرح غائب ہو تو کیونکر تفسیر کیا آئی
یہ فرمایا سکھاتے ہیں[2] نبی اہلِ زباں کو بھی   کلام اللہ کا مفہوم، معنیٰ، اور گہرائی
یہ فرمایا نبی جو دیں[3] وہ لو، روکیں تو رک جاؤ   یہ فرمایا اطاعت[4] انکی طاعت حق کی بن آئی
یہ فرمایا "رسول اللہ[5] اک عمدہ نمونہ ہیں"   کہ انکی ہر صفت اور وضع کے بن جائیں شیدائی
یہ فرمایا کہو[6] تم کو ہے گر اللہ کی چاہت   کرو تم پیروی میری کہ ہو سب کی پذیرائی
یہ فرمایا نہیں[7] مومن کو حق ہو مرد یا عورت   نبی کچھ فیصلہ دیں اور کرے وہ عقل آرائی
یہ فرمایا قسم[8] ہے آپ کے رب کی نہیں مومن   حکم ذاتِ گرامی آپ کی جس نے نہ بنوائی
نہیں بنے آئے کبھی جو باہم نزاعات آپکے در پر   پھر انکے فیصلہ سے دل میں تنگی تک نہ ہو پائی

[1] مضمون آیت ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ [2] مضمون آیت وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
[3] مضمون وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا [4] مضمون وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ [5] مضمون لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [6] مضمون قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [7] وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ [8] مضمون فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

سرِ تسلیم خم کر لیں نہ جو حکمِ پیمبر پر   سرِ چشمِ عقیدت سے نہ کی تسلیم پذیرائی
نبی کے خلق کو خلقِ عظیم اللہ کہتا ہے   ہے عظمت اس کو حاصل جسنے انکی خلق اپنائی
فتو ضٰی ہے رضا انکی پسندِ خالقِ اکبر   تعالی اللہ کیا دل ہے رضا جس دل میں در آئی
یہ فرمایا کرو حق کی[1] اطاعت اور پیمبر کی   اور انکے حکم والوں کی تو کب جائز ہے خود رائی
یہ سارے حکم بالکل فرض ہیں ہر مسلماں پہ   عرب ہو یا عجم ہو اور حضری ہو کہ صحرائی
قیامت تک خدا کی ہے اطاعت جب کلام اللہ   اطاعت پھر نبی کی بن حدیثوں کے نہ بن پائی
خدا کو جبکہ تھی معلوم سب حالت حدیثوں کی   تو پھر ہر ہر حدیث اس حکم نے حجت ہے ٹھہرائی
عقیدت فرض فرما دی ہے موجودہ حدیثوں کی   قیامت تک نبی کی جب اطاعت فرض فرمائی
اب انکارِ حدیث اے بھائیو انکارِ قرآں ہے   پھر اوجھل ہیں نظر سے سب اشارات اور گہرائی

یہ انکارِ حدیث اس طرح اک تحریفِ قرآں ہے   خدا کے پاک لفظ اور ہوں معانی گندہ خود رائی
اگر مفہوم اپنی عقل سے کچھ کچھ سمجھ ڈالا   تو قرآں اس کو کہہ دینا نہیں ہے کار دانائی
جو من مانے معانی کو خدا کی بات کہہ دیگا   لگائی اس نے تہمت بلکہ کل عالم سے لگوائی
تمام امت سے ہٹ کر جو الگ مفہوم رکھتا ہے   تو گویا اپنی ہر ایجاد حق کی بات منوائی
یہ منوایا، تو منوایا ہے گویا بس خدا خود کو   غلام اپنا بنایا حق سے سب کی باگ مڑوائی
ہر اک اپنی مرادوں کو یونہی قرآن کہہ دیگا   وہ یکتا لفظ یکتا اور معنی ہونگے ہرجائی
جب آزادی ملی قانون کی تشریح کرنے کی   وہی معنی لئے ہر اک نے خواہش جنہیں بر آئی
خدا کی وحی بچوں کا کھلونا بن گئی گویا!   اڑانا ہے مذاق اس کا یہ ہے توہین یکتائی
یہ وہ خیر الامم تھی رشک تھا جس پہ نبیوں کو   مگر اب حرکتوں کا اسکی عالم ہے تماشائی

غضب ہے کیا نبی کے نام سے بھی ہو گئی نفرت   کہ اسکی بات کی بھی تم نہیں کرتے ہو شنوائی
تواتر[2] نقل کی ہوتی ہے اک قطعی دلیل ایسی   کہ جس پہ ناز کرتی ہے زمانہ بھر کی دانائی
ہزاروں شہر اور چیزیں بھی ان دیکھی یقینی ہیں   کہ راوی ہیں بہت یعنی تواتر سے خبر پائی
یقیناً کفر ہے انکار ایسی کل حدیثوں کا   تواتر سے سند جنکی نبی سے آج تک آئی
نبی کا قول ہونا جب یقینی ہو گیا بالکل   تو اب انکار توہینِ نبی کی شکل بن آئی
اگر دو دو بھی راوی ہوں تو پھر بھی ہے سند پختہ   شہادت دو کی ہر قانون نے ہے عمدہ ٹھہرائی
خدا کہتا ہے اک فاسق[3] خبر دے تو پرکھ لینا   اگر ایک ایک عادل ہوں تو پھر ہے پرکھی پرکھائی
یہاں سے خود نبی تک ضابطہ ہیں سب واسطے اتنک   ہر اک میں ہے دیانت حافظہ تقویٰ و دانائی
ہر اک حالت پر انکی ہیں گواہ پاک طینت بھی   یہ وہ صورت ہے جس سے نقل ہر اک پختہ بن آئی
تعجب ہے کہ ان مضبوط نقلوں میں ہو شک انکو   جو بے بنیاد تاریخوں پہ کرتے ہیں جبیں سائی

یہ مانا بعض لوگوں نے بناوٹ بھی کہیں کی تھی   بزرگوں نے مگر انکی بھی ہے تنقیح فرمائی
بلو کر چھان کر پانی مصفا اک طرف رکھا   معطر وہ کیا آخر کہ بالکل چھٹ گئی کائی
کئی جلدوں میں موضوعات الگ چھانٹ کر رکھدیں   تو پھر اصلی حدیثوں پر بناوٹ کیا اثر لائی
بہانہ مت بناؤ اسکو یہ ہوگا بڑا دھوکہ   الگ پانی الگ ہے دودھ الگ ہے اسکی بالائی

تمام اقوامِ عالم میں یہی کچھ ہے شرف حاصل   کہ ہیں موجود پیغمبر کے سب حالات یکجائی
ملا سکتا نہیں ہم سے کوئی فرد بشر آنکھیں   کہ ہے تاریخ پیغمبر میں حاصل ہم کو یکتائی
دکھائیں تو کسی اپنے بڑے کی ایسی تفصیلیں   وہ قومیں آج جو پھرتی ہیں دنیا بھر میں اترائی
کسی کی بھی نہیں یوں باسند تاریخ تفصیلی   بطورِ معجزہ یہ مستند تفصیل ہے آئی

ہمیں جس طرح ہے یہ فخر دنیا بھر کی قوموں پر   کہ ہے محفوظ ہم میں پوری پوری حق مولائی

[1] مضمون وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ
[2] بیان کرنیوالے راویوں کی اتنی تعداد کہ عقل اُن کو جھوٹا نہ مان سکے۔ اور اوّل سے اب تک اتنی ہی تعداد ہو۔
[3] اِذَا جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا

کئی صدیاں مگر محفوظ ہے یوں حرف حرف اس کا
کہ جیسے آج ہی وہ آسماں سے ہو اتر آئی
کسی مذہب میں جب وحی الٰہی یوں نہیں ملتی
تو دنیا خود سمجھ لے اسکے ہر دعوے کی سچائی
کہ مذہب نام ہے وحی الٰہی کے اصولوں کا
نہ ہو جب وحی باقی دین پھر کیا چیز کہلائی
اسی صورت سے ہم کو ناز ہے یہ برمحل حاصل
کہ تشریح نبی بھی آج تک محفوظ ہے آئی
یہاں ہر حکم محکم حق ہے اور تشریح پیغمبر
یہی تو دین کی ہوتی ہے قانونی توانائی
نظیر اسکی کہیں دنیا میں ڈھونڈے بھی نہ پاؤ گے
مگر اب ہو نہ ناقدری بجائے قدر افزائی
یہ ناداں دوست بنتا ہے کہ بنتا دشمن دانا
کراتا ہے یہ مسلم قوم کی حد درجہ رسوائی
ملمع کر کے دکھلاتی ہے ٹھیکرے کو ٹھکرا دیتا
ٹھیکرے کی، اپنے کیوں دنیا میں کھوٹی شکل دکھلائی
خدایا دور کر دے ہم سے تو غفلت کے یہ پردے
عطا فرما الٰہی ہم کو دل آنکھوں کی بینائی

یہ مت سوچو کہ ہم منکر حدیثوں کے نہیں ہیں سب
بجز اس کے جو ہے قرآں کے معنی سے ٹکرائی
سنو بالکل غلط ہے ہو نہیں سکتا کبھی ہرگز
نبی کی بات ہو قول خدا کے برخلاف آئی
بزرگوں نے ہے فرمایا نہیں کوئی حدیث ایسی
کہ جسکی اصل قرآں میں کہیں ہم نے نہ ہو پائی
نظر جب ہو نہیں کافی تو تحقیق محقق کو!
گمان نیک رکھ کر ماننا ہے کار دانائی
تفاوت جو سمجھتا ہے قصور اسکی سمجھ کا ہے
نہیں شپرک کے اندھے پن سے سورج میں کمی آئی

یہ سمجھو حدیثیں چونکہ لکھی ہی نہ جاتی تھیں
تو صحت انکی عقل عام میں باور نہیں آئی
روایت آ رہی ہے لمبی لمبی جو حدیثوں میں
اُسے کیسے کہینگے مِن و عَن ہے نقل ہو آئی
سنو! اس انحطاط قوت حسی و ذہنی پر
انہیں جائز قیاس قوت عہد توانائی
نہیں لوک زباں لاکھوں حدیثیں یاد تھیں ازبر
انہیں بے حافظہ کہنا ہے اک تجویز سودائی
روایات ایک لاکھ ایسی ابو یوسف کو ازبر تھیں
جو تھیں موضوع اور عمدہ کی گنتی ہی نہ ہو پائی
تعالیٰ شانہٗ اللہ اکبر حافظے ان کے
ہزاروں ایسے نکلیں گے اگر تعداد گنوائی
روایت کی اصولی شرط اتنا حافظہ بھی ہے
ادھر پوچھا اُدھر بے سوچ اسنے ساری دہرائی
کچھ سوچ کی حاجت ہوئی اسکو کسی میں بھی
تو وہ راوی ضعیف ایسا ہے جس پر جرح بن آئی
احال ادھر یہ ہے جو آیت پوچھو حافظ سے
تو گھنٹوں سوچ لینے پر بھی یاد آئی تو کچھ آئی
ن راوی حدیثوں کا بھی کوئی بن نہیں سکتا
غضب ہے مجتہد بننے کے ہیں صدہا تمنائی
ورت حافظ اور حافظ کا اب بھی ہوتا ہے
نہ جانے ذہن میں یہ بات کیوں اب تک نہیں آئی

ت کے نرالے قاعدے ہوتے ہیں عالم سے
یہاں وہ چیز ہے واقع جو وہموں تک نہ آ پائی
و غمزہ عشوہ لفظاً سب ذہنوں پہ گڑتے ہیں
یہ مٹ سکتے نہیں ان کا تو گھر ہے دل کی گہرائی
بہ کو نبی کا عشق تھا، وہ عشق جس جیسی
محبت کوئی دنیا بھر میں دیکھی ہے نہ سن پائی
ہی عشق ہوگا اور پھر عشق نبی ہوگا
وہ کیسے بھول سکتا ہے ادا ہائے دل آرائی
حاصل ہو ہر ہر لفظ پر اک کیف سرشاری
مسلط اسکے دل پہ ہو گی ہر نقطہ کی رعنائی
شق سے پوچھی جائیں جب محبوب کی باتیں
نہیں ممکن بیاں میں اسکے ہو کوئی کمی آئی
عشق کی توہین ہے یہ ایسی گستاخی
زباں پر ایسے لفظ آتے حمیت کیوں نہ شرمائی

کو شوق ہو جس قصے کا وہ بول یاد ہوتی ہے
فقط اک بار کی دیکھی سنی ہر بار دہرائی
عورت کو ہر شادی کا ہر زیور ہر اک کپڑا
لباس رنگ رنگ ہر شریک محفل آرائی
ن بچے رکھ لیتے ہیں یاد ایسی کہانی بھی
کہ ہو طول شب فرقت سے زائد جسکی لمبائی
کو ہزاروں لمبے لمبے واقعات دہر
قصیدے اور ہزاروں شعر ہیں شاعر کی رسائی
ڈاکٹر، عالم کو ہر ہر فن کے ماہر کو
مسائل سینکڑوں ایسے کہ ہر جزئی نکل آئی
جن کو شوق دین تھا ہر چیز سے بڑھ کر
یہاں کیوں یاد دینیات کی باور نہیں آئی

پڑھنے کے عالم میں بہت کچھ یاد رہتا ہے
لکھائی کے بھروسے حافظہ میں ابتری آئی
دبی سب کے سب کپڑے ہمیشہ یاد رکھتے ہیں
مگر لکھی پڑھی ہر لانڈری نے ہے خطا پائی
ہے حافظہ ان جاہلان اہل قریہ کا
جنہیں کچھ لکھنے پڑھنے کی کبھی نوبت نہیں آئی
ہے وہی قرآن کا حافظ بہت اچھا
جسے ہر شے سے پہلے حفظ کی تعلیم دلوائی

وہ لکھ پڑھنے سے پہلے کی ہر اک بات ایسی جمتی ہے
کہ ساری عمر دل اور ذہن سے غائب نہ ہو پائی
یہ نظریہ بجائے خود غلط ہے کل شواہد سے
کہ بے لکھے جو آئی نقل وہ کمزور ہی آئی
یہی بنیاد انکار حدیث پاک بنتی تھی!
کیا جب غور یہ بنیاد بے بنیاد ہی پائی

غلط کچھ کچھ غلط ہے یہ گماں بھی سادہ لوحوں کا
صحابہؓ نے نہ خود لکھی نہ آنحضرتؐ نے لکھوائی
حقیقت صرف اتنی ہے جسے افسانہ کر ڈالا
پھر اس پر اک ہوائی قلعہ کی تعمیر بن آئی
کہ جب قرآن نازل ہو رہا تھا وحی لکھتے تھے
خلافِ احتیاط خاص تھی یہ عام لکھوائی
کہیں ایسا نہ ہو گڑبڑ میں پڑ جائیں نئے مسلم
حدیث اور آیت قرآں اگر مخلوط ہو پائی
غضب کا حافظہ عشق صحابہؓ شوق بے پایاں
ضرورت بھی کتابت کی نہ تھی محسوس فرمائی
جہاں خدشہ نہ تھا اس طرح سے مخلوط ہونیکا
وہاں دی ہے اجازت بلکہ خود حضرتؐ نے لکھوائی
صحیفہ ایک تو حضرت علیؓ نے لکھ کے رکھا تھا
ابوشاہ اک یمن والے کو کل تقریر لکھوائی
شکایت ایک ان کی ابوہریرہؓ نے یہ حضرتؐ سے
کہ مجھ پر سہو اور نسیان کی ہے کارفرمائی
حضورؐ پاک نے پڑھ کر کیا دم انکی چادر میں
انہوں نے پھر بحکم خاص وہ سینہ سے چمٹائی
یہ کہتے ہیں کہ وہ دن اور پھر یہ آج کا دن ہے
کبھی بھولا نہیں جو بات بھی ارشاد فرمائی
اسی باعث حدیثیں سب سے زائد یاد ہیں مجھ کو
جز ابن عمروؓ کے جنھنے کہ لکھ لی جو بھی سن پائی
فقط دھوکہ ہے تم ہرگز تخیل میں بھی مت لانا
کہ کچھ لکھی صحابہؓ نے نہ کچھ حضرتؐ نے لکھوائی
غلط فہمی مگر شاید کسی کو اس سے ہوتی ہو
کہ تدوین کتب کی شکل تھی سو سال بعد آئی
اسی سے کوئی کم فہمی میں شاید یہ سمجھ بیٹھے
کہ تحریر احادیث اس سے پہلے ہو نہیں پائی

یہ ہو گا طعن اب پہلی صدی یعنی صحابہؓ پر
کہ دور جمع آیا تھا صدی جب دوسری آئی
صحابہؓ جن کو ہے قرآن ایسے جا بجا کہتا[۱]
کہ نازل حق تعالیٰ نے رضا انپر ہے فرمائی
یہی السابقون الاولون آئے ہیں قرآں میں
انہی پر حق نے فضل و رحم کی بارش ہے برسائی
انہی کو جب کہا[۲] اپنے نبیؐ کا حامی و ناصر
تو کب ممکن ہے تہمت سے بنیں یہ انکے ایذائی[۳]
یہ بعد الانبیا سارے جہاں میں سب سے افضل ہیں
سراپا صدق سے کیسے روا ہے کذب آرائی
صحابہؓ پر یہ ایسی بدگمانی اُف معاذ اللہ
کہ شاگردوں سے پھر استاد کی بھی ہو گی رسوائی
یہ توہین صحابہؓ بلکہ توہین نبیؐ ہو گی
جہنم میں نہ لے جائے کہیں یہ خامہ فرسائی
ذرا سوچو کہ یہ الزام و توہین ایک دن آخر
نبیؐ اور کل صحابہؓ کا بنا دے گی تبرائی

مگر اشکال اک ہوتا ہے افسوس اور تعجب سے
کہ یہ تیرہ صدی کے بعد کیا آفت نظر آئی
ہمیشہ سے مسلماں دین سمجھے جن حدیثوں کو
انہیں کہتے ہیں کچھ جھوٹی صدی جب چودھویں آئی
وہ سب مسلم تھے یا یہ اس صدی کے لوگ مسلم ہیں
اگرچہ سب نے اپنی قوم ہے مسلم ہی بتلائی
مسلماں کیسے کہہ سکتے ہیں اس کو جس نے دانستہ
نبی پر رکھی تہمت پھر یہ تہمت دین ٹھہرائی
صحابہؓ تابعینؒ و تبع تابعؒ، اولیاء اللہؒ
آئمہؒ صالحینؒ اور ساری امت کیسی بن آئی
اگر تیرہ صدی کے کل مسلماں ہی مسلماں ہیں
تو موجودہ صدی کو کیا کہیں، کیسی نکل آئی
تواتر سے جو آئی ہے وہ ہے قول نبیؐ قطعی
مسلماں کیسے ہو جس نے نبی کی بات جھٹلائی

حقیقت سوچنی ہے دفعۃً کیوں رنگ بدلا ہے
نئی بات آج آخر اس صدی میں کون پیش آئی
یہ چودہ سو برس میں آج کیوں ایسا تخیل ہے
مسلماں ہو کے کیوں اسلام پر شمشیر چمکائی
ہزاروں دشمن اسلام ہیں ہر سمت پھیلے ہیں
کسی کی اندر اندر تو نہیں ہے کارفرمائی
مسلماں ہے مسلماں تو کسی سے دب نہیں سکتا
اسے رکھتے ہیں یاد اور آج سب یورپ کے عیسائی
ہمیشہ سے مسلمانوں کے یہ دشمن رہے لیکن
مقابل جب کبھی آئے ہمیشہ منہ کی ہی کھائی
صلاح الدین ایوبی سے جو بٹ پڑ کے بیٹھے تھے
وہ غصہ آج بھی لیتا ہے انکے دل میں انگڑائی
بہت چالیں چلیں اسلام دنیا سے مٹا ڈالیں
رہیں ناکام سب لیکن یہ تدبیر ایک راس آئی

باقی صفحہ ۱۸ پر

۱ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ وغیرہ ۲ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وغیرہ ۳ ایذا و تکلیف دینے والے دشمن

توقیر احمد شرقی

ہمارے مشاغل

بسم اللہِ الرحمٰنِ الرحیم ۵
الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ علیٰ مَن لا نبی بعدہٗ اما بعد فقال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القران المجید والفرقان الحمید
وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ یَتَّخِذَ ھَا ھُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۵ (سورہ لقمٰن رکوع ۱ پ ۲۱)

ترجمہ:۔ اور بعض ایسے آدمی بھی ہیں جو کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں۔ تاکہ بن سمجھے اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اس کی ہنسی اڑائیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الغنا ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الزرع (ترمذی)

ترجمہ:۔ موسیقی دل میں نفاق پیدا کرتی ہے۔ جیسے کھیتی اگتی ہے۔

گھٹاؤں میں گھرا ہے کفر کی خورشید ایمانی
مروج ہو رہے ہیں ہر طرف احکام شیطانی
نہ صورت ہے نہ سیرت ہے نہ دولت ہے نہ عزت ہے
فقط اک نام سے ہوتی ہے ظاہر اب مسلمانی

مخبر صادق نبی عربی رسول امی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمارے لئے اس قدر وافر طور پر عمدہ کھیل جو جسمانی و اخلاقی لحاظ سے قابلِ رشک ہوں عطا فرما دیئے ہیں کہ ہمیں اقوام غیر کے کھیلوں کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ کیونکہ اقوام غیر کے کھیل کھیلنے سے شائبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں کسی قسم کے کھیل ہی نہیں ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ اس قوم کے غلام ہیں اور ہماری گردنوں میں ان کی غلامی کا طوق پڑا ہوا ہے۔

رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کھیلنے کا شوق ہے تو شہسواری سیکھو۔ تیر اندازی۔ نیزہ بازی سیکھو۔ کہ کھیل کا کھیل اور وقت ضرورت میدان جنگ میں کام آئیں۔ گھوڑے پر سواری کا خاصہ ہے کہ گھوڑے پر پوری طرح قابو یافتہ ہو اور تیر اندازی، نیزہ بازی اور شکار کا خاصہ ہے ہمہ تن ان کی طرف متوجہ ہونا۔ اللہ تعالےٰ رہنمائی اور ہدایت فرمائے تو اس میدان میں اور آگے بڑھا جا سکتا ہے۔

.. ..
.. .. یعنی نفس پر پورے طور پر قابو یافتہ ہو اور ہمہ تن خدائے عزوجل کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اور اسی سے لو لگائے رکھے۔

کھیل میں بچوں کی نفسیات کو ملحوظ رکھنا از بس ضروری ہے۔ بچوں سے انکی سطح کے مطابق گفتگو کرنا چاہیئے۔ کھیل ہی کھیل میں ان کے برے اخلاق و عادات دور کر کے ان میں اچھے اور عمدہ اخلاق و عادات پیدا کرنے چاہئیں۔

شہسواری، تیر اندازی اور نیزہ بازی کے متعلق ممکن ہے کہ آپ فرمائیں کہ ارے صاحب چھوڑیئے یہ تو دقیانوسی اور پرانے زمانے کے کھیل ہیں۔ اب ان کو کون پوچھتا ہے؟ ارے بھئی مانے لیتے ہیں شہسواری نہ سہی۔ ہوائی جہاز چلانا سیکھئے۔ یہ تو موجودہ زمانے کی ایجاد ہے۔ تیر اندازی اور نیزہ بازی نہ سہی۔ بندوق اور سٹین گن چلانا سیکھئے۔ کچھ تو سیکھیئے جو کسی کام بھی آئے بہانے ہی نہ تراشتے رہیئے کچھ کر کے دکھایئے اور کچھ سیکھیئے۔

اب اگر نیت صرف کھیلنے کی ہو تو صرف مباح اور جائز اور اگر نیت یہ ہو کہ وقت ضرورت میدان جنگ میں یہ کام آئیں تو ثواب کا ثواب اور کھیل کا کھیل۔

سب سے بڑی لعنت جو آج کل عام ہے وہ فحاشی اور عیاشی ہے۔ اس مقصد کے لئے باقاعدہ تعلیم گاہیں ہیں۔ وہ ملک کہ جو اسلام اور اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ وہاں رقص و سرود کیلئے تو باقاعدہ تعلیم گاہیں موجود ہوں اور درسگاہوں میں یہ مضمون لازمی ہو۔ لیکن اول تو دینیات کی تعلیم کا کوئی انتظام ہی نہیں اور اگر ہے بھی تو برائے نام اور اختیاری۔ میوزک کالجز اور اکثر کالجوں میں میوزک (موسیقی گانا بجانا ناچنا اور تھرکنا) کی تعلیم دی جاتی ہے اور پھر سینما اور تھیٹر کے ذریعے اسکی مشق کرائی جاتی ہے۔

منتظمین مدارس سکول میں رقص و سرود کی مجالس منعقد کر کے بچیوں سے بھی اس میں گوایا جائے اور ان کو رقص و سرود پر مجبور کیا جائے۔ تاکہ وہ منتظمین کی قوت شہوانیہ کو تسکین دیں اور ان بچوں اور بچیوں کے معصوم جذبات سے وہ کھیلیں۔ کیا ان کے والدین کی غیرت و حمیت ختم ہو چکی ہے کہ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔
اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ
ان سے بڑھ کر کون بے غیرت ہے۔
یقین جانئے کہ اس طرح ان بچوں اور بچیوں کے دلوں میں ان کی ذرا تعظیم و توقیر نہیں رہتی۔ بلکہ ان کے دل میں منتظمین کی طرف سے بغض و نفرت اور حقارت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت و حدیث مبارکہ کا ترجمہ کر دیا جائے۔ جو مضمون کے شروع میں مذکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو لھوالحدیث کو خریدتے ہیں۔ تاکہ خدا کے (صحیح) راستے سے بغیر علم کے بھٹکا دیں اور خدا کے راستے کو ٹھٹھا بنا لیں۔ ایسے لوگوں کا انجام رسوائی کے عذاب کی شکل میں ظاہر ہوگا۔

لھوالحدیث سے مراد گانا بجانا ہی ہے شان نزول بھی یہی ہے کہ ایک کافر نضر بن حارث نے گانے بجانے کا سامان کیا ہوا تھا تاکہ بنی آدم کو مسلمان ہونے سے روکے تمام مفسرین بھی یہی معنی لیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم (روحی و روح ابی وامی فداہ) ارشاد فرماتے ہیں۔ گانا بجانا دلوں میں نفاق اگاتا ہے۔ جس طرح کھیتی اگتی ہے۔ اسی طرح گانے بجانے کی وجہ سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔

اور اکثر و بیشتر جرائم اسی گانے بجانے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کہ کسی عورت کا گانا اچھا لگا اسکی شکل و صورت دل کو بھائی اس کو اغوا کرنے کی ٹھان لی اور اسے پورا کر کے ہی دم لیا۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ وَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ (مسلم۔ عن جریر بن عبداللہ)

جس شخص نے کوئی نیک اور بھلا کام اسلام میں کیا تو اس کو اور اس کے

بعد جتنے لوگ اس نیک کام کو کریں گے سب کو ثواب ہوگا۔ اور پہلے شخص کو بعد والوں کے نیک کام پر بھی اتنا ہی اجر و ثواب ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں کچھ کمی کی جائے اور جو برا کام اسلام میں جاری کرے گا تو اس کو اور اس کے بعد جو بھی اس کو اپنائے گا گناہ ہوگا۔ اور بعد والے لوگوں کے برابر پہلا شخص بھی (موجد گناہ) سزا کا مستحق ہوگا اور گنہگار ہوگا۔ بغیر اس کے کہ بعد والوں کی سزا میں کچھ کمی کی جائے۔

مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الزِّنَا إِلَّا أُخِذُوا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرِّشَاءُ إِلَّا أُخِذُوا بِالرُّعْبِ (مشکوٰۃ بحوالہ مسند احمد۔ عن عمرو بن العاص باب الحدود)

جب کسی قوم میں زنا رواج پذیر ہو جائے تو اس پر قحط مسلط کر دیا جاتا ہے اور جب کسی قوم میں رشوت کا زور ہو جائے تو اس پر (دوسری قوموں کا) رعب بیٹھ جاتا ہے۔

وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ (مشکوٰۃ عن ابن عباس۔ باب تغیر الناس صفحہ ۴۵۹ مطبوعہ نور محمد کراچی — جب کسی قوم میں زنا پھیل جاتا ہے تو اس میں اموات بہت ہونے لگتی ہیں (کیونکہ افشاء زنا کا خوف ہوتا ہے۔ اور جب کوئی قوم ماپ تول میں کمی کرنے لگتی ہے تو ان سے رزق چھین لیا جاتا ہے (مہنگائی اور قحط پیدا ہوتا ہے)

اللہ تعالیٰ نے صاف ارشاد فرما دیا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً (سورۃ البقرہ) مومنوں کو خطاب کرکے فرمایا۔ مومنو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ۔

عمارت اسلام کے دروازے کے بیچوں بیچ مت کھڑے ہو کہ جدھر فائدہ اور نفع دیکھا اُدھر ہی جھک گئے یا تو اندر داخل ہو جاؤ یا باہر دفع ہو جاؤ۔ نکل جاؤ ہاں تمہارے اقوال تمہارے افعال۔ تمہارے اعمال کو دیکھ کر بہت سے لوگ اسلام کو دین برحق تسلیم کر لینے کے باوجود اسلام قبول کرنے سے رُکے ہوئے ہیں

ایک صاحب نے واقعہ بیان کیا کہ ایک شخص اسلام لائے ان کو ملازمت بھی دلا دی گئی اور کہدیا گیا کہ انہیں اس وقت چھٹی دے دی جائے تاکہ دین اسلام کی ضروری باتوں سے آگاہ کر دیا جائے اور ضروری مسائل سکھا دیئے جائیں۔ دو ایک روز بعد مالک کارخانہ کو جہاں ان کو ملازم کرایا تھا بگڑتے ہوئے تشریف لائے اور کہنے لگے۔ ارے صاحب دیکھ تو لینا چاہیئے کہ یہ شخص مسلمان ہونے کے قابل بھی ہے یا نہیں یا یوں ویسے ہی مسلمان کر لیا۔ وہ حضرت رات سینما تشریف لے گئے تھے۔ اسی اثنا میں وہ صاحب بھی تشریف لے آئے۔ کہدیا کہ آپ خاموش رہیئے۔ بولئے گا نہیں۔ چنانچہ جب وہ آ کر بیٹھ گئے تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیوں صاحب! آپ سینما گئے تھے۔ کہنے لگے جی ہاں۔ سب لوگ گئے تھے میں بھی ان کے ساتھ چلا گیا۔ کیا اسلام میں اسکی ممانعت ہے؟ مالک کارخانہ سے میں نے کہا۔ کہ کہئے آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے وہ تو آپ کے ہر قول و فعل کو دین ہی سمجھے گا۔ اور اس پر عمل پیرا ہوگا۔ اسے کیا معلوم کہ ناجائز کیا ہے اور جائز کیا؟ چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کی جگہ ہے

تو بھئی عمارت اسلام کے دروازے کے بیچوں بیچ نہ کھڑے رہیئے۔ یا تو مکمل طور سے عمارت کے اندر داخل ہو جایئے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق عمل کیجئے۔ ورنہ دُوسروں کو راستہ دیجئے باہر نکل جایئے تاکہ دوسرے لوگ اندر داخل ہو سکیں۔

آج کل شادی بیاہ بغیر گانے بجانے کے مکمل نہیں ہوتے۔ بلکہ جس برات کے ساتھ باجا نہ ہو اس کو واپس کر دیا جاتا ہے اور اپنی توہین خیال کی جاتی ہے۔ خدا کی قسم تباہی و بربادی کی یہی علامت ہے۔ تاریخ شاہد ہے جب بھی کوئی قوم شمشیر و سناں چھوڑ کر طاؤس و رباب میں پھنسی ہے۔ تباہی و بربادی نے اس کو ہڑپ کر لیا ہے صفحۂ دہر سے اس کو نیست و نابود کر دیا اور زمانہ نے اس کا نام و نشان تک نہ چھوڑا

اخباروں سے معلوم ہوتا رہتا ہے دیکھنے اور سننے میں بھی آتا رہتا ہے کہ فلاں جگہ سکول کی امداد کیلئے ریڈ کراس وغیرہ کی امداد کے لئے رقص و سرود کی محفل منعقد ہو رہی ہے۔ ذرا سوچئے تو سہی کہ وہ پاکیزہ آمدن کہ جو ناچ گانے کی پاکیزہ محفل سے اس پاکیزہ فنڈ میں جمع ہوگی تو وہ کیسے پاکیزہ اخلاق کی نسل مہیا کرے گی اس قسم کی آمدن یقیناً ایسے ہی پاکیزہ خصائل بچے پیدا کرے گی۔

ارے بھئی خدا کے لئے عقل کو بیچیے نہیں کچھ سوچیئے کہ قوم اور ملک کو گویّوں ناچنے . اور ٹھمکنے والوں کی قطعاً ضرورت نہیں۔ قوم کو تو خالدؓ ضرارؓ اور خولہؓ طارق و قاسم جیسے لوگ درکار ہیں۔

کالج معاشقہ کی تعلیم کا کردار ادا کریں۔ پریکٹیکل تعلیم کیلئے سینما اور تھیٹر موجود ہوں کہ جن کے ذریعے چوری زنا وغیرہ کی پریکٹس کی سہولت بہم پہنچائی جا رہی ہو۔ پھر آپ چوری۔ زنا۔ اغوا کو کیوں روتے ہیں؟ ایک طرف چوری زنا اغوا وغیرہ کے آپ لوگ شاکی اور دوسری طرف انکی تعلیمگاہوں کے مزید اجرا کا مطالبہ۔ بھلا اس طرح کیسے کام چلیگا۔

ایک راستہ اختیار کر لیجئے یا تو حامی بن جایئے اور زنا۔ اغوا۔ اور معاشقہ۔ چوری اور ڈکیتی کا رونا چھوڑ دیجئے۔ اور اگر آپ میں کچھ غیرت و حمیت باقی ہے۔ اور آپ کو چوری، ڈکیتی، زنا، اغوا اور معاشقہ پسند نہیں تو ان کے خلاف صف بستہ ہو جایئے۔ دو رنگی سے کام نہیں چلے گا۔ یک رنگی اختیار کرنا ہوگی۔ ع

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

یاد رہے کہ تعلیم خواہ کسی زبان کی ہو کوئی بُری نہیں۔ البتہ طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم اس کو اچھا یا بُرا بنا دیتا ہے۔ مولانا حالی ہماری زبوں حالی کا نقشہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے
فلاکت سماں اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے
چپ و راست سے یہ صدا آ رہی ہے
کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر
ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یونہی جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

ایک شخص نے اپنے مرشد سے دریافت کیا کہ حضرت یہ تو فرمایئے کہ آخر یہ کیا بات ہے کہ سینما اور گانے بجانے میں تو نیند نہیں آتی اور مجلس وعظ میں

باقی صفحہ ۷ پر

احمد الیاس فاضل دیوبند

دنیا دار البلاء ہے انسان کی زندگی اور موت کا مقصد ہی اس کا امتحان ہے

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۔ (سورہ الملک ع ۱ - پ ۲۹) — "اس نے موت اور زندگی کو بنایا تاکہ تم کو آزمائے کہ عمل کے لحاظ سے تم میں کون سب سے اچھا ہے۔"

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى (سورۃ القیامۃ ع ۲ پ ۲۹)

"کیا انسان گمان کرتا ہے کہ وہ کسی پابندی کے بغیر چھوڑ دیا جائیگا" (اور اس سے جواب طلب نہیں کیا جائے گا)

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝ (سورہ العنکبوت ع ۱ - پ ۲۰ -)

"کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ یہ دعوے کرنے کے لئے چھوڑ دیئے جائیں گے - کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی؟"

جس کی زندگی اور موت اور ہر کام صرف اللہ کے لئے ہو وہی کامیاب اور موحد اور مسلم ہے۔

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (سورۃ الانعام ع ۲ - پ ۸) - "بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت جہانوں کے پروردگار اللہ کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا اور میں فرمانبرداروں میں اول ہوں"

اسی کا نام صراط مستقیم ہے - جس پر انسان چل کر اپنی منزل مقصود یعنی اللہ تک پہنچ سکتا ہے -

إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (سورہ ہود ع ۵ پ ۱۲) "بے شک میرا رب صراط مستقیم پر ہے"

لیکن جس طرح ہر دنیوی راستے میں رہزن ہوتے ہیں جو مسافروں کو لوٹتے اور مارتے ہیں۔ اسی طرح اس روحانی راستے میں بھی ایک رہزن ہے جس کا نام شیطان ہے جو طرح طرح کے حیلوں سے قدم قدم پر رکاوٹیں اور مشکلیں پیدا کرکے راہگیروں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے - اس لئے صراط مستقیم پر ثابت قدم رہنے کے لئے صبر کی ضرورت ہے - یعنی قوت برداشت اور عزم و ثبات کے ساتھ احکام الہی کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب اور ان دونوں کاموں میں تمام نفسانی اور شیطانی طاقتوں کا مقابلہ اور اپنی جان و مال کو اللہ کی امانت سمجھ کر اصول پر قربان کرنے کے لئے تیار رہنا۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (سورۃ التوبہ - ع ۱۴ پ ۱۱)

"بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض میں خرید لیا"

ایسے لوگوں کو اللہ کی معیت حاصل ہو جاتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۱۹ - پ ۲) "بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو آگاہ کر دیا کہ

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ (سورۃ آل عمران ع ۱۹ - پ ۴ -)

"تمہارے مالوں اور جانوں میں تم کو ضرور آزمایا جائے گا"

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۹ - پ ۲) — "اور بے شک ہم تم کو ضرور آزمائیں گے - کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے اور خوش خبری دو ان ثابت قدم رہنے والوں کو جو مصیبت پڑنے پر کہتے ہیں کہ بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں"

یعنی بڑے سے بڑے نقصان - ظلم - تشدد اور مصیبت کی پروا نہ کرتے ہوئے صبر - تحمل - ضبط اور استقلال کے ساتھ صراط مستقیم کی دشوار منزلیں طے کرتے ہیں اور نہ صرف زبان قال سے بلکہ زبان حال سے بھی کہتے ہیں - یعنی اپنے عمل سے اس امر کا ثبوت دیتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ کے ہیں یعنی ہمارا سب کچھ راہ خدا میں وقف ہے اور ہم کو اسی کے پاس جانا ہے - لہذا ہم کسی حال میں اس کی راہ سے نہیں ہٹ سکتے -

صراط مستقیم ہی پر چلنے والے انعام الہی کے مستحق ہوتے ہیں -

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (سورۃ الفاتحۃ)

"ہم کو صراط مستقیم پر چلا جو راہ ہے ان لوگوں کی جن کو تو نے انعام دیا"

یہ انعام حاصل کرنے والے چار قسم کے ہیں۔

مَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (سورۃ النساء ع ۹ - پ ۵)

"جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے تو ایسے لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں - جن کو اللہ نے انعام دیا - یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ اچھے ساتھی ہیں"

انہی انعام پانے والوں میں پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے حضرت امام حسینؓ تھے - جنہوں نے اپنے اصول کی خاطر آزمائش کی سخت ترین منزلیں طے کیں - دشوار گزار گھاٹیاں عبور کیں - ناہموار راہیں روندیں - اپنے آل - مال اور جان قربان کرکے جام شہادت نوش کیا - اور آنے والی نسلوں کیلئے حق پرستی - اصول پسندی اور کردار کی مضبوطی کا ایک عملی نمونہ پیش کرکے حیات جاوید حاصل کی خلیفہ چہارم حضرت علیؓ کی شہادت کے

بعد ان کے بڑے صاحبزادہ حضرت امام حسنؓ ان کے جانشین ہوئے۔ امیر شام معاویہ بن ابی سفیانؓ نے جس طرح حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔ سی طرح ان کی بھی اطاعت نہیں کی۔ امام حسن ایسے زبردست مدبر اور سیاستدان کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکتے تھے اور مسلمانوں کی خانہ جنگی اور خونریزی کو بھی ناپسند کرتے تھے اور دارالخلافہ کوفہ کے لوگوں کو قابلِ اعتماد نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے چند شرطوں پر خلافت سے دست بردار ہو گئے اور امیر معاویہ بلاشرکت غیرے عالمِ اسلام کے فرمانروا ہو گئے۔

امیر معاویہ نے غالباً اس خیال سے کہ ان کے بعد خلیفہ کے انتخاب کے سلسلہ میں کوئی فتنہ برپا نہ ہو اپنے بیٹے یزید کو ولیعہد قرار دیا اور اپنی زندگی میں قریباً تمام دنیائے اسلام سے اس کی بیعت لے لی۔ صرف چند اشخاص نے جن میں امام حسینؓ بھی تھے۔ بیعت سے انکار کیا۔ امیر معاویہ نے ان پر جبر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ کیونکہ چند افراد کا انکار خلافت کے انعقاد پر اثر انداز نہیں ہو سکتا تھا۔ وفات کے وقت انہوں نے یزید کو یہ وصیت کی۔

"میں ایک بڑی سلطنت تمہارے حوالہ کر رہا ہوں۔ تمہاری راہ میں اب کوئی کانٹا نہیں ہے۔ دشمن مغلوب ہیں۔ اہل عرب کی گردنیں جھک گئی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو خونریزی سے بچنا۔ اہل حجاز کے ساتھ لطف و کرم سے پیش آنا۔ اہل شام پر بھروسہ کرنا۔ کیونکہ غنیم کی مدافعت میں سب سے زیادہ مدد انہیں سے ملے گی۔ اہل عراق پر مہربانی کرنا اور ان کے مطالبات پورے کرنا۔ حسین بن علیؓ نے تمہاری بیعت نہیں کی ہے۔ اگر اہل عراق ان کو تمہارے مقابلہ پر کھڑا کریں اور تم غالب ہو تو ان کو معاف کرنا کیونکہ وہ ہمارے رشتہ دار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر ہیں اور اس حیثیت سے ان کا ہم پر حق ہے۔ ان کے علاوہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر تمہارے حریف ہو سکتے ہیں۔ امید ہے کہ پہلے دونوں قریشی جلد بیعت کر لیں گے لیکن ابن زبیر بہت خطرناک ہے۔"

اس وصیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ

جناب مولانا یار محمد صاحب نیاز
ڈگری ضلع تھرپارکر

سید الکونین شاہِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کا جود و سخا

کروڑوں درود و کروڑوں سلام

انسانی اوصاف اور بشری خوبیوں میں سے سخاوت ایک ایسی خوبی ہے۔ جس کی بدولت انسان خالق و مخلوق دونوں کے نزدیک محبوب اور مقبول ہو جاتا ہے دونوں اسے عزیز رکھتے ہیں۔ اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللہِ۔ یعنی سخی اللہ کا پیارا ہوتا ہے ؎

ہر کرا عادت شود جود و کرم
درمیانِ خلق گردد محترم

یعنی جو شخص سخاوت اور بخشش کرنے کا عادی ہو۔ مخلوق کے نزدیک وہ محترم اور باعزت ہوتا ہے۔ سخاوت سے انسان کے عیوب اور نقائص مٹ جاتے ہیں۔ اور درحقیقت جملہ بیماریوں کی دوا سخاوت ہے۔ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

سخاوت مس عیب را کیمیاست
سخاوت ہمہ درد ہا را دواست

حضور آقائے نامدار تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم منصب نبوت انجام دینے میں اس قدر مشغول اور منہمک رہتے تھے۔ کہ آپ نے کبھی مال و زر جمع کرنے کی طرف توجہ بھی نہیں کی تھی۔ اپنی ساری زندگی میں اپنی ذات یا اپنے اہل و عیال کے لئے زائد از ضرورت مال رکھنا پسند نہ کیا۔ جو کچھ ملتا راہ خدا میں غرباء فقراء یتامی اور مساکین پر تقسیم فرما دیتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ اکثر ایسی حالت میں سویا کرتے تھے کہ صبح کے لئے کچھ پاس نہ ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ اسی اصول پر عمل فرماتے رہے کہ ؏

خدا بر تو بخشید تو بر خلق بخش

آپ جود و سخا کے ایک ایسا مجسم نمونہ تھے کہ جس کی نظیر ملنا محال ہے۔ آپ کو غیر مستحق سائلوں کا سوال برا معلوم ہوتا تھا۔ لیکن بایں ہمہ آپ سائلوں کو زجر و توبیخ نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ تا حدِ امکان اُن کے سوالوں کو پورا فرماتے تھے۔ مگر جبکہ پاس ہی کچھ نہ ہوتا تھا تو عذر فرما دیتے تھے اس طرح پر کہ گویا کوئی شخص

بشر محمدؐ علیہ السلام

اپنی کی ہوئی غلطی کی معافی چاہ رہا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی سائل کے سوال کرنے پر زبانِ مبارک سے لفظ "لا" (یعنی نہیں) نہیں ادا فرمایا ؎

نرفت "لا" بزبان مبارکش ہرگز
مگر در اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

حضور اکرم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر "احد" کے پہاڑ کے برابر میرے پاس سونا ہو تو مجھے اچھا یہی معلوم ہوگا کہ میں رات گزارنے سے قبل ہی سب کچھ فی سبیل اللہ بانٹ دوں۔ اگر کچھ بچاؤں تو اتنا ہی جو ادائے دین (قرض) کے لئے ضروری ہو" اسی لئے صحابہ کرامؓ اقرار فرماتے تھے کہ آپؐ سخاوت میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ جری (بہادر) اور سب سے زیادہ (سخی) تھے ؎

سخاوت بود کار صاحبدلاں
سخاوت بود پیشۂ مقبلاں

ایک موقعہ پر حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے سخی اور بخیل کی بابت تمثیلاً فرمایا کہ ان دونوں کو یوں سمجھو کہ دو شخص لوہے کا ایک ایک کرتہ پہنے ہوئے ہوں اور اُن کے دونوں ہاتھ سینہ اور گردن سے لپٹے ہوئے ہوں سخی جب صدقہ کرتا ہے تو اس کا کرتہ ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس بخیل جب صدقہ کا ارادہ ہی کرتا ہے تو اس کا کرتہ تنگ ہو جاتا ہے اور زنجیر و سلاسل کے حلقے اور بھی جکڑ جاتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دولت ایک قسم کا بوجھ ہوتی ہے۔ سخی کو دولت کے صرف کرنے میں لطف اس لئے آتا ہے کہ اس کا بار ہلکا ہو جاتا ہے۔ لیکن

خلاف ازیں بخیل کو اس کے خرچ کرنے
میں بے انتہا تکلیف ہوتی ہے اور
پھر وہ دولت کے خرچ کرنے کے نام
سے بھی ڈرتا ہے ؎

سخیاں ز اموال بر مے خورند
بخیلاں غم سیم و زر مے خورند

سچ کہا ہے کسی بزرگ نے (رحمۃ اللہ تعالیٰ)
بظاہر سخاوت کرنے سے معلوم ہوتا
ہے کہ مال میں کمی واقع ہوتی ہے ۔
لیکن حقیقت یہ ہے کہ سخاوت اور شکر
کرنے سے مال میں افزائش ہوتی ہے ۔
حضرت شیخ فریدالدین عطار رح فرماتے ہیں ؎

از سخاوت مرد یابد سروری
شکر نعمت را دہد افزوں تری

حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا)
فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور رسالتمآب
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس نو ہزار درہم
آئے جو ایک بوسیدہ حصیر (چٹائی - بوریا)
پر ڈھیر لگا کر رکھ دیئے گئے ۔ آپ نے
ان سب درہموں کو سائلین اور مفلسین پر
تقسیم فرما دیا اور ایک بھی درہم بھی اپنے
گھر نہ لائے ..... حالانکہ اسی شام کو آپ
کے گھر میں فاقہ تھا ۔ سبحان اللہ! نبی کی
شان ملاحظہ ہو ۔ ادھر فاقہ کشی ہے ۔ تو
ادھر دراہم خیرات کئے جا رہے ہیں اور
تقسیم بھی خود نبی فرما رہے ہیں ۔ جن
کے گھر میں کھانے کو روٹی نہیں ۔ مختصر
یہ کہ صفت جود و سخا اور دیگر اخلاق فاضلہ
میں انسانی تاریخ آپ کی مثال پیش کرنے
سے عاجز ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ
دارالفنا سے دارالبقا کی طرف منتقل ہوئے
تو ورثا کے لیئے آپ کے پاس کچھ نہ تھا
آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا)
کے گھر میں وفات پائی ۔ اثاث البیت
میں علاوہ کھانے پکانے کے برتنوں کے
جن میں اکثر مٹی کے برتن تھے ۔ ایک
بوسیدہ بوریا بھی ہے جو اس وقت
مرض الموت میں بستر مرگ کا کام دے
رہا ہے اور ایک ذرہ و ڈھال ہے جو
ایک یہودی کے ہاں رہن (گروی) رکھی
ہوئی ہے ۔ یہ تھا نبی کا اثاث البیت
سبحان اللہ تعالیٰ ۔ وفات سے پہلے آپ
نے دریافت فرمایا کہ گھر میں کچھ نقدی
ہے ۔ جواب ملا کہ ہاں! چند دراہم
ہیں ۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا "لا نرث ولا نورث"
یعنی ہم (انبیا علیہم وعلیٰ نبینا السلام) کا
گروہ نہ کچھ دنیوی ورثہ پاتے ہیں اور نہ
دنیوی ورثہ کسی کے لیئے چھوڑتے ہیں
اور حکم دیا کہ فی الفور یہ دراہم اللہ کی
راہ میں مستحقین پر تقسیم کر دیئے جائیں
اللہ ! اللہ !! ..... یہ عالم ہے اس شہنشاہ
عرب و عجم کی سخاوت اور دریا دلی کا
کہ جس کے وصال سے پہلے مال و دولت
سیم و زر نقد و جنس اس کے قدموں پر
نثار ہو رہا تھا ۔ وہ آگے آگے چلتے تھے
اور دولت ان کے پیچھے پیچھے قدم
چومنے کو آتی تھی ۔ جس نے جس طرح
عالم تہیدستی و افلاس میں دنیا اور جملہ لوازمات
دنیا کو ٹھکرا دیا ۔ اسی طرح خداوند کریم
نے اسے دنیا کا مالک بنا دیا اور جس
نے اس وقت بھی دنیا سے کنارہ کشی کی
اور اسے خدا تعالیٰ کی راہ میں لٹا کر
یہ ثابت کر دیا کہ ؎

در ضمیر ما نمے گنجد بغیر از دوست کس
ہر دو عالم را بدشمن دہ و ما را دوست بس

کاش مسلمان حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپناتے تو آج
انہیں یہ روزِ بد دیکھنا نہ پڑتے ۔ یہ بجا
ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سخاوت
ہر ایک نہیں کر سکتا ۔ تاہم ہر مسلمان پر
واجب ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور مقدور
کے مطابق اس نیک کام میں حصہ لے ۔ اور
مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کو ملحوظ نظر رکھ
کر درجات عالیہ حاصل کرنے میں ہمیشہ
ساعی و کوشاں رہیں ۔ بعض حضرات کا
تو یہ حال ہوتا ہے کہ گھر کے لوگ فاقہ
کرتے ہیں اور وہ اسراف و تبذیر میں
مبتلا ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا
سخی سمجھتے ہیں ۔ اس سے اجتناب و احتراز
کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ ایسے لوگ خدائے قدوس
کو نا پسند ہیں ۔ اور مبذرین شیطانوں کے
بھائی گردانے جاتے ہیں ۔ لقولہٖ تعالیٰ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۞ و لقولہٖ
عَزَّ اِسْمُہٗ ۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ
الشَّيٰطِيْنِ ۞

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے
آمین یا الٰہ العالمین

اے برادر بندۂ معبود باش
تا توانی با سخا و جود باش
مشو تا توان از سخاوت بری
کہ گوئے بری از سخاوت بری

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ ۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

بقیہ ہمارے مشاغل صفحہ ۴۲ سے آگے

نیند اور اونگھ آنے لگتی ہے ۔ حالانکہ
اس کا الٹ ہونا چاہیئے ۔ جواب میں
فرمایا کہ بھئی بات یہ ہے کہ ایک محفل
خاردار اور کانٹوں سے بھری ہوئی ہے
اور دوسری پھولوں کی سیج ۔ بھلا بتاؤ تو
سہی کہ نیند کس جگہ آئے گی ۔ کانٹوں
پر یا پھولوں کی سیج پر ۔ یہی حال محفل
وعظ اور سینما کا ہے کہ مجلس وعظ پھولوں
کی سیج اور گانے بجانے کی محفل کانٹوں
سے لبریز ہے ۔

جارج برنارڈ شا مشہور انگریز ادیب
کہتا ہے "آئندہ سو برس میں یورپ
کا مذہب یقیناً اسلام ہوگا ۔ مگر یہ موجودہ
مسلمانوں کا اسلام نہ ہوگا ۔ بلکہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو مسلمانوں
کے دل و دماغ اور روحوں میں جاگزین
تھا" جارج برنارڈ شا کس طرح آج کل
کے مسلمانوں پر طنز کر رہا ہے ۔ وہ لوگ
جو ہر بات میں مغرب کی تقلید کرنا
باعث فخر و عزت موجب نجات و مغفرت
خیال کرتے ہیں ۔ جارج کی اس تنقید و
طنز سے سبق حاصل کریں ۔

ارے بھئی اگر تقلید کرنا ہی ہے تو
اندھی تقلید تو نہ کیا کیجیئے یہ عقلمندوں کا
نہیں ۔ بیوقوفوں ۔ نادانوں اور جاہلوں کا
شیوہ اور طرۂ امتیاز ہے ۔ دیکھ بھال کر
تقلید کیا کیجیئے ۔ نہ ایسی کہ اگر یورپین لنگوٹی
باندھنا شروع کر دیں تو آپ بھی انکی
تقلید میں لنگوٹی ہی باندھنے لگ جائیں
اور پھر اس کی تعریف میں زمین و آسمان
کے قلابے ملانے شروع کر دیں ۔ کلمۃ
الحکمۃ ضالۃ المؤمن من حیث وجد فھو احق
بھا (یعنی حکمت مومن کا گم شدہ سرمایہ
ہے ۔ جہاں ملے اسے حاصل کر لے) اس
فرمان نبوی کے یہی معنی تو ہیں ۔

چلتے چلتے پھر عرض کروں کہ طاؤس و
رباب ہی میں نہ الجھے رہیئے ۔ بلکہ بقول اقبال رح

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

خدا کی قسم تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی
کسی قوم پر تباہی و بربادی اور تنزل آیا
ہے تو اس کے اسباب و محرکات یہی افعال
تھے ۔ جب بھی کوئی قوم تباہی و بربادی
کے گڑھے میں گری ہے تو اسی وجہ سے

کہ وہ قوم گانے بجانے میں مست اور مدہوش ہو کر رہ گئی۔ پھر پستی و ذلت کے ایسے عمیق گڑھے میں گری کہ دوبارہ اٹھنا

نصیب نہیں ہوا۔ کراچی میں چیف کمشنر کراچی کی قیادت میں مجلس رقص و سرود کا قیام کس قدر حیرت زا اور افسوسناک ہے کہ مملکت پاکستان میں جو قرآن و سنت کی ترویج و اشاعت کے لیئے قائم کی گئی ہو ایسی مجلس کا قیام ہو ابھی وقت ہے۔ خدارا سنبھل جایئے ورنہ پچھتانا پڑے گا۔ اور پھر یہ پچھتانا بڑا ہی مہنگا پڑے گا۔

اب پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

بقیہ عظمت حدیث صفحہ ۱۲ سے آگے

ہٹایا دین سے لامذہبی اسکول و کالج نے — یہ تھا اک زہر قاتل جس کو سب سمجھے مسیحائی
مسلمانوں نے اب افسوس صد سالہ غلامی سے — کیئے وہ کام جو اب تک نہ تھی یہ قوم کر پائی
غلامی اس قدر رگ رگ میں پیوستہ ہوئی آخر — بہت کچھ ایسے بن بیٹھے نہ مسلم ہیں نہ عیسائی
ہر اک اسلام کی تعلیم کو مشکوک کر ڈالا — غلط شبہات ہی اب بن گئے معراج دانائی
مسلماں خود مسلمانوں کو یوں بے دین کرتے ہیں — جڑیں جب کاٹ دیں اپنی تو بس غیروں کی بن آئی

مشن قائم بھی ہیں یورپ کے اپنے ملک کے اندر
نتیجہ میں ہزاروں بن گئے ہر سال عیسائی

تعجب ہے کہ یوں دین الٰہی پر پڑیں ڈاکے — مسلماں اور بڑھ چڑھ کر کریں خود ہمت افزائی
کسی کے دل میں کیا خوف خدا اتنا نہیں باقی — کہ دین حق پہ تج دے کچھ منٹ یا ایک دو پائی
بنائیں ایک تبلیغی ادارہ ایسا مستحکم — جو ہر فتنہ کی سرکوبی کرے اور راز افشائی
ہر اک فتنہ کی جڑ بے دین کالج سے ہی پھوٹی ہے — جہاں کالج ہیں کم کم یہ وبا ان میں ہے کم آئی
ہمارا ملک گو آزاد و ملک پاک ہے لیکن — غلامی اور لادینی ہے اس نے خوب اپنائی
وہی ماحول بے دینی، وہی تعلیم لادینی — غلام اسکول و کالج اور وہی یورپ کی آقائی
بدل ڈالے جو یہ لامذہبیت دینداری سے — الٰہی دے ہمیں اصلاح کالج کا وہ شیدائی
ہمارا ملک پھر آزاد و بالکل پاک بن جائے — اگر اسکول اور کالج کو کر لیں پاک کچھ بھائی
کریں تدبیر سب جو کر سکیں اور ہول دعائیں بھی — عجب کیا ہے ہماری یہ دعا پالے پذیرائی

کم از کم دین کے ماحول کا قائم ہو اک کالج
نصاب اس کا ہو جس میں دین کی ہو چاشنی آئی

نوٹ:۔ یہ نظم الگ مع محصول چھ روپے کی ۱۰۰ عدد مصنف سے مل سکتی ہے۔

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۱۰ سے آگے

میں نے ابھی کچھ عرض نہ کیا تھا۔ کہ حضرتؒ نے فرمایا، جا بیٹا! میں تیرے لیئے دن رات دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ میں جب باہر جاتا ہوں۔ تو میں نے کبھی اپنا پروگرام نہیں بدلا لیکن حضرتؒ جب فرماتے کہ بیٹا آج تو میرے لیئے رہ جاؤ تو میں اپنا پروگرام بدل دیتا۔ طالب اپنی ہستی کو شیخ کی رضا میں فنا کر دے تو فائدہ ہوتا ہے ؎

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اول پایہ تکمیل تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر اس پر استقامت عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین

بچوں کا صفحہ

حاجی کمال الدین

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام و طعام

پیارے بچو! آج ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کیسی ہوتی تھی اور کیسے کھاتے پیتے تھے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ اس زمانہ میں عربی زبان کو بڑا کمال حاصل تھا۔ وہ لوگ اپنے مقابلے میں دوسروں کو گونگا کہا کرتے تھے۔ اعلیٰ درجہ کے شاعر اور بڑی فصاحت و بلاغت والے مقرر کثرت سے موجود تھے۔ واقعی یہ تھا اور سب کچھ تھا۔ مگر ہمارے حضورؐ کی پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی گفتگو ایسی اعلیٰ اور عمدہ ہوتی کہ وہاں کے شاعروں اور مقرروں نے حضورؐ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔ حضورؐ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے چھوٹے چھوٹے فقرے آج بھی حدیثوں میں موجود ہیں۔ جن کو پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دریا کے دریا کو کوزوں میں بھر دیا ہے۔ حضورؐ کا شیریں کلام ہوتا تو مختصر تھا مگر برائی بھلائی سچ و جھوٹ اور حق و باطل میں فیصلہ کن ہوتا تھا۔ آپ کے کلام میں نہ تو کسی کی توہین ہوتی اور نہ تکلفات سے کام لیا جاتا اور نہ بلا ضرورت کوئی بات ارشاد فرمائی جاتی۔ گفتگو ایسے آرام کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر ہوتی کہ سننے والا زبانی یاد کر لیتا۔ ایک بات کو دو تین مرتبہ بھی دہرا دیتے۔ تاکہ لوگوں کو خوب اچھی طرح سمجھ میں آ جائے۔ جیسے آپ باہر خوشی سے رہتے تھے۔ ویسے ہی گھر میں۔ جب کبھی سفر کو جانا ہوتا۔ تو قرعہ ڈالتے۔ جس بیوی کا نام نکلتا۔ اپنے ساتھ لے جاتے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھی طرح رہے۔ وفات کے وقت آپ کی نو بیویاں تھیں کسی کو بھی آپ کی طرف سے کوئی شکایت نہ تھی۔ سب کی سب آپ کی فدائی تھیں۔ حضورؐ سب کی دلجوئی فرماتے اور ان کی جائز فرمائشوں کو پورا فرماتے۔ یہاں تک کہ ان کی ساتھنوں کی بھی عزت فرماتے اور ان کو ہدیہ بھجواتے۔ مردوں کو حکم تھا کہ عورتوں کا لحاظ رکھیں اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں اور عورتوں کو حکم تھا کہ اپنے شوہروں کی تابعداری کریں۔ ان کے حقوق کو پورا کریں۔ ان کی مرضی کے خلاف ذرا بھی قدم نہ اٹھائیں یہاں تک فرماتے کہ اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو وہ خاوند تھا۔ غلام باندی کے ساتھ بھی حضورؐ کا بڑا عمدا سلوک تھا۔ ان کو اولاد کے برابر سمجھتے تھے۔ حضرت زیدؓ حضورؐ کے آزاد کئے ہوئے غلام تھے۔ ان کو حضورؐ کا بیٹا کہا جاتا تھا۔ بلکہ یہاں تک شہرت ہو گئی تھی کہ یہ زید بن محمدؐ مشہور ہو گئے۔ اور کمال شفقت دیکھئے کہ اپنی پھوپھی زاد بہن سے ان کی شادی بھی کر دی۔ غزوہ موتہ میں تین ہزار مسلمانوں کی فوج کے سردار یہی تھے۔ حضرت زیدؓ کے بیٹے حضرت اسامہؓ آج تک محبوب رسول اللہؐ کے نام سے مشہور ہیں۔ فتح مکہ پر حضورؐ کے ساتھ ایک ہی اونٹنی پر یہ سوار تھے اور وفات سے چند روز پیشتر انہی کو اس بڑے لشکر کا افسر بنایا تھا۔ جس میں حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی تھے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے۔ کہ دس سال تک میں حضورؐ کی خدمت میں رہا۔ آپؐ نے کبھی بھی مجھے یہ نہیں فرمایا کہ ایسا کیوں کیا اور ایسا کیوں نہیں کیا۔ ہمیشہ آپ میری خدمت اس سے بھی زیادہ کرتے رہے۔ جتنی میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔

پیارے بچو! آپ کھانے پینے کے بارے میں بھی حضورؐ کے اخلاق عالیہ کو ملاحظہ فرمایئے۔ کیسا ہی گھٹیا یا بڑھیا کھانا سامنے آتا۔ کبھی واپس نہ فرماتے۔ اگر نہ ملتا تو صبر و شکر سے کام لیتے۔ کئی کئی دن کیا۔ بلکہ مہینے گزر جاتے کہ دولت کدے میں چولہا نہ سلگتا اور پیٹ پر پتھر باندھ لیئے جاتے اور پھر کمال یہ ہے کہ صبر و شکر اور رضائے مولا میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہوتی۔ جب کھانے کے لئے تشریف رکھتے تو پہلے ہاتھ دھو لیتے اور بسم اللہ پڑھ کر تناول فرماتے۔ زمین پر ہی دسترخوان بچھایا جاتا۔ آج کل کے فیشن کی طرح میز کرسیوں اور پُرتکلف چھوٹی چھوٹی پلیٹوں میں نہ سجایا جاتا۔ بلکہ ایک ہی طشت میں بہت سے آدمی کھا لیتے۔ خدا کی نعمتوں کی برائی نہ کرتے۔ کھانا اچھا لگتا تو کھاتے۔ ورنہ ہاتھ کھینچ لیتے۔ برائی یا عیب ہرگز نہ نکالتے اور فارغ ہو کر یہ دعا پڑھتے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین۔ (ترجمہ: اس خدا کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں کھانا کھلایا سیراب و شاداب کیا اور ہمیں مسلمان بنایا) حضورؐ نے تکلفات کو پسند نہیں فرمایا جَو کا آٹا پیسا جاتا اور پھونکوں سے اس کا پھوکٹ اڑا دیا جاتا اور گوندھ کر روٹی پکا لی جاتی چپاتی حضورؐ کے لئے کبھی نہیں پکی اور جَو کی روٹی بھی حضورؐ کو پیٹ بھر کر عمر بھر میسر نہ آئی۔ اس لئے نہیں کہ آمدنی کم تھی۔ بلکہ اس لئے کہ فقیر فقرا اعزہ غریب غربا، یتیم بیوہ، حضورؐ کے مال میں برابر کے حصہ دار تھے۔ جو کچھ آتا اسی وقت خرچ ہو جاتا۔ پیٹ بھر کر کبھی کھانا نہ کھاتے۔ بلکہ کچھ بھوک چھوڑ دیتے۔ نمک اور سرکہ کی تعریف فرماتے کہ غریب کی روٹی کو لذت کے ساتھ حلق سے نیچے اتارنے والے ہیں۔ گری ہوئی چیز کو صاف کر کے کھانے کو فرماتے اور دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو کھا لینا باعثِ برکت اور ثواب فرماتے۔ ہدیہ تو شوق سے کھا لیتے گا۔ صدقہ ہرگز نہ کھاتے۔ اگر کوئی چیز پیتے تو بیٹھ کر تین سانس میں پیتے۔ اور ہر دفعہ برتن کو منہ سے الگ کر کے سانس لیتے

اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضورؐ کے نقش قدم پر چلائے

آمین ثم آمین

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ... ... تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا